باہتمہ

چہار مقالہ

تالیف

نظامی عروضی سمرقندی

(شامل نصاب ایم-اے و منشی فاضل پنجاب یونیورسٹی)

مرتبہ و مصححہ

مولنا رشید احمد صاحب بی-اے منشی فاضل-ادیب فاضل

مصنف چارٹ اخلاق جلالی-رسالہ نادر وغیرہ پرنسپل دارالعلوم گوجرانوالہ

مطبوعہ

تاج بک ڈپو رجسٹرڈ

مالک

ملک نذیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

بار اول

۱۹۳۴ء

قیمت آٹھ آنے (۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

قاعدہ ہے کہ حملہ آور لوگ ملکوں کو تاخت و تاراج کر کے مفتوحین کے مذہب کا قلع قمع کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی جس قدر علمی و ادبی تصانیف ملتی ہیں۔ انہیں تلف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایران پر جب سکندر نے حملہ کیا تو زرتشت مذہب کا لٹریچر آگ کی نذر کر دیا گیا۔ ازاں جب عرب حملہ آور ہوئے تو رہا سہا لٹریچر بھی تلف ہو گیا۔ معدودے چند ادبی کتابیں اس دستبرد سے بچ رہیں۔ ان میں سے ایک یہ کتاب چہار مقالہ بھی ہے۔

اس کا اصلی نام مجمع النوادر (عجائبات کا مجموعہ) تھا۔ اور اس کے مصنف کا نام مولانا ابو الحسن نظام الدین یا (بقول بعضے) نجم الدین احمد بن عمر بن علی سمرقندی معروف بہ "نظامی عروضی" ہے۔ چونکہ مصنف نے ابواب کی بجائے اس کی تقسیم چہار مقالوں پر کی ہے۔ اس لئے یہ کتاب چہار مقالہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس کتاب کا سن تالیف کہیں بالوضاحت مذکور نہیں۔ البتہ مختلف قیاسات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ ۵۵۱ھ - ۱۱۵۶ء کے قریب معرض وجود میں آئی۔

چہار مقالہ کا موضوع

اس کا موضوع حکمت عملی ہے۔ ہر مقالہ میں ایک خاص قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جن کا وجود (مصنف کے خیال کے مطابق) بادشاہوں کے لئے اشد ضروری

ہے۔ (۱) قیام سلطنت کے لئے دبیر (۲) شہرت عام اور بقائے نام کے لئے شاعر (۳) نظام امور سلطنت کے لئے منجم اور (۴) صحت جسمانی قائم رکھنے کیلئے طبیب ؛

ہر مقالہ ایک خاص تمہید سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں موضوع کے مطابق دلچسپ بحث دی گئی ہے۔ بعد ازاں توضیح بیان کی خاطر تقریباً دس دس حکایات لکھی گئی ہیں ؛

چہار مقالہ کی اہمیت

یہ کتاب مغول کی تاخت و تاراج سے کوئی پچاس سال قبل لکھی گئی۔ لہذا قدیم ہونے کے سبب فارسی ادب میں اس کو ممیز درجہ حاصل ہے ؛

دوسرے تاریخی حیثیت سے بھی یہ کتاب خاص وقعت رکھتی ہے۔ بالخصوص مقالۂ دوم بہت اہم ہے۔ اس میں بہت سے قدیم ایرانی شعرا کا ذکر ہے جو ملوک سامانیہ و غزنویہ و خانیہ و دیالمہ و سلجوقیہ و غوریہ کے اہم عنصر تھے۔ یہاں سے ہمیں رودکی عنصری فرخی۔ معزی۔ فردوسی۔ ازرقی۔ رشیدی اور مسعود سعد سلمان کے سوانح حیات کے متعلق بہت کچھ واقفیت بہم پہنچتی ہے۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں۔ جن کے حالات کسی اور ادبی یا تاریخی کتاب میں نہیں ملتے ؛

تیسرے ادبی لحاظ سے بھی چہار مقالہ کا پایہ بہت بلند ہے۔ اگرچہ ایرانی انشا پرداز (خصوصاً متاخرین) بڑے لفاظ واقع ہوئے ہیں۔ لیکن چہار مقالہ کا اسلوب بیان نہایت صاف اور سادہ ہے۔ مختصر الفاظ میں کثیر معانی کا ادا کرجانا اس کی امتیازی خصوصیت ہے۔ عبارت کی بیساختگی و روانی، طرز ادا کی دلکشی و شیرینی، بندشوں کی چستی اور جملوں کی باہم پیوستگی اس کے خاص وصف ہیں۔ کہیں کہیں رنگین بیانی سے بھی کام لیا ہے۔ مگر نہ اس طرح کہ اصل چیز ہی مفقود ہو جائے۔ فی الجملہ فارسی انشا پردازوں کے لئے یہ کتاب ایک نہایت نفیس نمونہ ہے ؛

چہار مقالہ کی ادبی و تاریخی لغزشیں

(ادبی)

اگرچہ ادبی حیثیت سے اس کتاب کو اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔ تاہم ایک دو مقامات پر مصنف کی مسامحت ضرور معلوم ہوتی ہے:-

مقالۂ دوم میں رودکی کا حال یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"نتواند گفتن بدین خوبی کہ او در مدح ہمی گوید درین قصیدہ ؎

آفرین و مدح سود آید ہمی ۔۔۔ گر بگنج اندر زیان آید ہمی

و اندرین بیت از محاسن ہفت صنعت است اول مطابق۔ دوم متضاد۔ سوم مردف۔ چہارم بیان مساوات۔ پنجم عذوبت۔ ششم فصاحت۔ ہفتم جزالت و ہر استادے کہ او را در علم شعر تبحرے است چوں اندکے تفکر کند داند کہ من در مصیبم والسلام" (ص ۴۹)

اس مقام پر کئی ایک باتیں توجہ طلب ہیں (۱) پہلی تین صنعتوں یعنی مطابق۔ متضاد و مُردّف کو لفظ صنعت سے تعبیر کیا ہے۔ اور باقی چار چیزوں یعنی بیان مساوات و عذوبت و فصاحت و جزالت کو لفظِ مصدر سے۔ لیکن یہ کسی طرح درست نہیں۔ کیونکہ اگر صنعت سے مصنف کی مراد نفسِ صنعت کی تعداد ہے تو کل صنائع کو لفظ مصدر سے تعبیر کرنا چاہیئے تھا۔ اور اگر مقصود شعر ہے کہ یہ صنائع اس میں صرف کی گئی ہیں تو سب کو لفظ صنعت سے ظاہر کرنا چاہیئے تھا۔ (۲) مطابق اور متضاد کو علیحدہ علیحدہ دو صنعتیں شمار کرنا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ "ضدین یا اضداد کا جمع کرنا" ایک صنعت معنوی ہے۔ اور مطابقہ۔ طباق۔ تطبیق۔ تضاد اور تکافو اسی کے مختلف نام ہیں (۳) فصاحت کو صنائع میں شمار کرنا ایک عجیب اور بے معنی سی بات ہے کیونکہ فصاحت تو نظم و نثر بلغا کے لوازم میں سے ہے نہ کہ صنائع بدائع میں سے۔

آگے چل کر فردوسی کے حال میں فرماتے ہیں:-

"فردوسی نیز سواد بشست و آں ہجو مندرس گشت و ازاں جملہ ایں شش بیت بماند"

مرا غمز کردند کاں پُر سخن	بہ مہر علی و نبی شد کہن
اگر مہر شاں من حکایت کنم	چو محمود را صد حمایت کنم
پرستار زادہ نیاید بکار	وگر چند باشد پسر شہریار
ازیں در سخن چند رانم ہمی	چو دریا کرانہ ندانم ہمی
بہ نیکی نہ بد شاہ را دستگاہ	وگرنہ مرا برنشاندے بگاہ
چو اندر تبارش بزرگی نبود	ندانست نام بزرگاں شنود

اب یہاں دو صورتیں ہیں (۱) یہ ماننا پڑیگا کہ ان چھ شعروں کے علاوہ ہجو کے باقی اشعار جو آج بھی شاہنامے کے شروع میں موجود ہیں وہ فردوسی کے نہیں ہیں لیکن جب اُن اشعار کا تواتر اور طرز اسلوب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ فردوسی ہی کا کلام ہے۔ کیونکہ متانت و زور الفاظ روانی اور پختگی کے لحاظ سے یہ اشعار فردوسی کے باقی کلام سے بالکل ملتے جلتے ہیں (۲) مولانا نے یہ فرضی قصہ لکھ مارا ہے۔ اور اس چیز کے تسلیم کر لینے کے بغیر ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں ؛

تاریخی

اگرچہ اوپر بتایا گیا ہے کہ چہار مقالہ میں چند ایک ایسے شعرا کے حالات ملتے ہیں جن کے متعلق بڑے بڑے تذکرہ نویس بھی خاموش ہیں تاہم یہ امر بے حد قابلِ افسوس ہے کہ ایک فاضل اور بلند پایہ ادیب نے فنِ تاریخ میں اپنی نمایاں کمزوری کا ثبوت دیا ہے۔ کہیں مشہور اشخاص کے نام ایک دوسرے سے ملا جلا دئے ہیں۔ کہیں سنّ و سال کو آگے پیچھے کر دیا ہے۔ اور کہیں واقعات کے انضباط میں بے احتیاطی سے کام لیا ہے۔ غرض اس قسم کی بیشمار لغزشیں ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں صرف چند ایک اہم مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

(۱) حکومت غزنی کے بانی الپتگین کو نوح بن منصور کا معاصر بیان کیا ہے حالانکہ

وہ نوح بن منصور کی تخت نشینی سے بہت عرصہ قبل فوت ہو چکا تھا۔
(۲) سبکتگین داماد و جانشین الپتگین کی سیمجوریوں کے ساتھ مل کر خراسان پر چڑھائی اور اپنے خسر الپتگین سے لڑائی کرنا بیان کیا ہے۔ مگر الپتگین اس واقعہ سے قریباً تیس سال پیشتر مر چکا تھا۔ اور سبکتگین نے خود سیمجوریوں پر فوج کشی کی تھی۔ نہ کہ سیمجوریوں کے ساتھ مل کر الپتگین پر حملہ کیا تھا۔ اور یہ تاریخ کا مشہور واقعہ ہے۔
(۳) حسن بن سہل کو ذوالریاستین کا لقب دیا ہے۔ حالانکہ ذوالریاستین اُس کے بھائی فضل بن سہل کا لقب تھا۔ پھر مامون کی زوجہ بوران کو فضل بن سہل کی بیٹی تصور کیا ہے۔ حالانکہ بوران فضل کے بھائی حسن بن سہل کی بیٹی تھی۔
(۴) المسترشد باللہ کو سلطان سنجر سے جا لڑایا ہے۔ حالانکہ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ المسترشد باللہ کی یہ لشکر کشی مسعود کے مقابلہ میں تھی۔
(۵) عرب کے مشہور فیلسوف یعقوب بن اسحاق کندی کو یہودی لکھا ہے حالانکہ وہ عمدۂ مشاہیر اسلام میں سے تھے۔ اور ان کے دادا اشعیث بن قیس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔
(۶) فرقۂ باطنیہ کے ہاتھوں خواجہ نظام الملک طوسی کا قتل بغداد میں بیان کیا ہے۔ حالانکہ باتفاق مؤرخین وہ نہاوند میں قتل کئے گئے تھے۔
(۷) طبیب مشہور محمد زکریائے رازی کو منصور بن نوح سامانی کا ہمعصر بنایا ہے حالانکہ وہ منصور کی تخت نشینی سے کم از کم بیس سال قبل وفات پا چکے تھے۔ پھر لطف یہ کہ اس کے ساتھ ایک لمبی چوڑی حکایت بھی گھڑ دی ہے۔
(۸) شیخ بو علی سینا کو علاؤ الدولہ بن کاکویہ کا وزیر بتایا ہے۔ حالانکہ وہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ دیلمی کے وزیر تھے۔ علاوہ بریں شیخ کی وزارت کو ہمدان کی بجائے رے میں ظاہر کیا ہے۔

ان اسقام کے باوجود بھی یہ کتاب تاریخی اور ادبی پہلو سے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اور ہم بہت سی چیزوں کے لئے مولانا عروضی سمرقندی کے زیر بار ہیں۔ فقط

حالاتِ مصنّف

مصنّف کے حالات زیادہ تر ان کی بیان کردہ مختلف روایات سے ملتے ہیں جن کا ملخص یہ ہے:-

(۱) آپ کی ولادت سنہ ۵۰۰ھ کے قریب واقع ہوئی ؞

(۲) آپ بلند پایہ نثر نویس ہیں ؞

(۳) آپ شاعر بھی ہیں۔ شاید علم عروض کی کوئی خدمت انجام دینے کے سبب عروضی کا لفظ آپ کے نام کے ساتھ ملحق ہو گیا ؞

ملک الجبال کے دربار کا جو واقعہ مقالۂ دوم کی آخری حکایت میں بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بدیہہ گوئی میں خاصی دستگاہ تھی ؞

(۴) شیوۂ شاعری اور صنعت دبیری کے علاوہ فن طب و نجوم میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے تھے ؞

(۵) آپ نے مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کی اور حسب دلخواہ متمتع ہوئے ؞

(۶) مجمع النوادر (چہار مقالہ) کے علاوہ آپ نے اور کوئی کتاب نہیں لکھی ؞

میں اس بات کا دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے مقدمہ ہذا مرتب کرتے وقت (۱) چہار مقالہ مرتبہ مولانا وجاہت حسین صاحب عندلیب ایم۔ اے (۲) چہار مقالہ (انگریزی) مؤلفہ مسٹر ای۔ جی براؤن اور (۳) علامہ محمد بن عبد الوہاب قزوینی کے مقدمہ فارسی چہار مقالہ مطبوعہ لندن سے بڑی مدد ملی ہے۔ جس کے لئے میں ان کے مؤلفین اور ناشرین کا تہ دل سے شکر گزار ہوں ؞

مجھے توقع ہے کہ شائقین فارسی عموماً اور طلبا خصوصاً اس کتاب سے پورے طور پر مستفید ہوں گے ؞

گوجرانوالہ — رشید احمد

جولائی ۱۹۳۴ء — بی-اے-ایچ-پی-ایچ-یو

فہرست مضامین

متن چہار مقالہ

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ

هو الغنی

دیباچہ

حمد و شکر و سپاس مر آن پادشاہے را کہ عالم عود و معاد را بتوسط ملائکہ کرّوبی و روحانی در وجود آورد۔ و عالم کون و فساد را بتوسط آن عالم ہست گردانید و بیارا است بامر و نہی انبیاء و اولیا نگاہ داشت بشمشیر و قلم ملوک و وزراء و درود بر سیّد کونین کہ اکمل انبیاء بود و آفرین بر اہل بیت و اصحاب او کہ افضل اولیاء بودند۔ و ثنا بر پادشاہِ وقت، ملک عالم، عادل، موید، مظفر، منصور، حسام الدولۃ و الدین، نصرۃ الاسلام و المسلمین، قامع الکفرۃ و المشرکین قاہر الزنادقہ و المتمردین، عمدۃ الجیوش فی العالمین۔ افتخار الملوک و السلاطین۔ ظہیر الایام، مجیر الانام۔ عضدۃ الخلافۃ، جمال الملۃ، جلال الامۃ۔ نظام العرب و العجم۔ اصیل العالم شمس المعالی، ملک الامراء، ابو الحسن علی بن مسعود نصیر امیر المومنین کہ زندگانی اش بکام او باد، و بیشتر از عالم بنام او باد، و نظام ذریّت آدم باہتمام او باد کہ امروز افضل پادشاہان وقت است باصل و نسب و رائے و تدبیر و عدل و انصاف و شجاعت و سخاوت و پیراستن ولایت و پروردن دوست، و قہر کردن دشمن و برداشتن لشکر، و نگاہ داشتن رعیت، و امن داشتن مسالک و ساکن داشتن ممالک، برائے راست۔ و خرد روشن، و عزم قوی، و حزم درست کہ سلسلۂ آل شنسب بجمال او

منضبط و منتظم است، و بازوئے دولتِ آں خاندان بکمال او موید و مسلّم
است، که باری تعالیٰ او را با ملوکِ آن خاندان از مُلک و مِلک و تخت
و بخت و کام و نام و امر و نہی برخورداری دہاد۔ بمنه و عمیم فضله ۔

اما بعد رسمے قدیم است و عہدے بعید تا ایں رسم معہود و مسلوک
است که مؤلف و مصنف در تشبیب سخن و دیباچۂ کتاب طرفے از ثناء مخدوم
و شمۂ از دعاء ممدوح اظہار کند۔ اما من بندۂ مخلص در ایں کتاب بجائے مدح و
ثنا ایں پادشاہ اذکار انعامی خواہم کردن که باری تعالیٰ و تقدس در حق
ایں پادشاہ و پادشاہزادہ فرمودہ است، و بار زانی داشته، تا بر راے
جہاں آرائے او عرضه افتد و بشکر ایں انعام مشغول گردد۔ که در کتاب
نامخلوق و کلام نا آفریدہ مے فرماید لَئِن شَکَرتُم لَأَزِیدَنَّکُم که شکر بندہ کیمیائے
انعام خداوندگار منعم است، فی الجمله ایں پادشاہ بزرگ و خداوند عظیم را مے باید
دانست که امروز بر ساہرۂ ایں کرۂ اغبر و در دائرۂ ایں چتر اخضر ہیچ پادشاہے
عرفه تر از یں خداوند نیست و ہیچ بزرگے برخوردار تر از یں ملک نیست۔ موہبت
جوانی حاصل است و نعمت تندرستی برقرار پدر و مادر زندہ، برادران موافق
بر یمین و یسار چگونه پدر سے؟ چوں خداوندِ ملکِ معظم موید مظفر منصور فخر الدولة
والدین، خسرو ایران ملک الجبال اطال الله بقاءہ و ادام الی المعالی ارتقاءہ
که اعظم پادشاہان وقت است و افضل شہریاران عصر برائے و تدبیر و علم و حلم و
تیغ و بازو، و گنج و خزینه، یادہ ہزار مرد سنان دار، و عنان اختیار خویشتن را در پیش
فرزندان پیر کردہ و با وصیا شوریدہ بر یکے از بندگان تو رزد۔ و در ستر رفیع و
خدرِ منیع ادام الله رفعتها داعیئه که ہر یا رب که او در ضمیم سحرگاہی بر درگاہ الٰہی
کند، بلشکرے جرّار و سپاہے کرّار کار کند۔ و برادرے چوں خداوند خداوند

زادہ شمس الدولۃ والدین ضیاء الاسلام والمسلمین عزّ نصرہ کہ در خدمت ایں خداوند ادام اللہ علوہ "بغایت و نہایت ہمی رسد۔ والحمد للہ کہ ایں خداوند در مکافات و مجازات ہیچ باقی نمیگذارد۔ بلکہ جہان روشن بروئے او ہمی بیند و عمر شبیر بن بجمال او ہمے گذارد و نعمت بزرگتر آنکہ منعم بر کمال و مکرم بے زوال" اورا عمی بارزانی داشتہ است۔ چوں خداوند عالم سلطان مشرق علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین بن الحسین اختیار امیر المؤمنین ادام اللہ عمرہ و خلد ملکہ، با پنجاہ ہزار مرد آہن پوش سخت کوش کہ جملہ لشکر ہائے عالم را بازمالید و کلی ملوک عصر را در گوشہ نشاند۔ ایزد و نیارک و تعالی جملہ را یہ یکدیگر ارزانی داراد واز یکدیگر برخورداری دہاد۔ و عالم را از آنبائے ایشاں بر انوار کناد بمنہ و جودہ کرمہ "

آغاز کتاب

بندۂ مخلص و عالم متخصص احمد بن عمر بن علی النظامی العروضی السمرقندی از کہ چہل و پنج سال است تا بخدمت ایں خاندان موسوم است و برقم بندگی ایں دولت مرقوم) خواست کہ مجلس اعلیٰ پادشاہی اعلاہ اللہ را خدمتے سازد بر قانون حکمت آراستہ بحجج قاطعہ و براہین ساطعہ۔ واندر دیباچہ نماید کہ پادشاہی خود چیست و پادشاہ کیست و ایں تشریف از کجا است و ایں تلطیف ہر کرا است و ایں سپاس بر چہ وجہ باید داشتن، و ایں منت از چہ روے قبول باید کردن، تا ثانی سید ولد آدم و ثالث آفریدگار عالم بود، چنانکہ در کتاب محکم و کلام قدیم آلی ایں سہ اسم متعالی در یک سلک نظم داوہ است و در یک سمط جلوہ کردہ قولہ عزّ و جلّ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الاَمْرِ مِنْکُمْ کہ در مدارج موجودات و معارج معقولات بعد از نبوت کہ غایت مرتبۂ انسان است

ہیچ مرتبہ ورائے پادشاہی نیست و آں جز عطیتِ الٰہی نیست۔ ایزد عزّ و علا پادشاہِ وقت را ایں منزلت کرامت کردہ است و ایں مرتبہ واجب داشتہ تا پرستشِ ملوکِ ماضیہ ہیچ روو رعایا را بر قرارِ قرون خالیہ ہمیدارد۔

فصل

رائے عالی "اعلاہ اللہ" بفرماید دانستن کہ موجوداتے کہ ہستند از دو بیروں نیست، یا موجودے است کہ وجود او بخود است، یا موجودے کہ وجود او بغیر است آں موجود را کہ وجودِ او بخود است واجب الوجود خوانند، و آں باریتعالیٰ و تقدس است کہ بخود موجود است، پس ہمیشہ بودہ است زیرا کہ منتظرِ چیزے نبود و ہمیشہ باشد کہ قائم بخود است بغیر نے۔ و آں موجود را کہ وجود او بغیر است ممکن الوجود خوانند و ممکن الوجود چناں بود کہ مائیم کہ وجود ما از منی است و وجودِ منی از خون است و وجود خون از غذا و وجود غذا از آب و زمین و آفتاب است و وجود ایشاں از چیزے دیگر و ایں ہمہ آنند کہ دی نبودند و فردا نخواہند بود، و چوں باستقصاء تامل کردہ آید، ایں سلسلۂ اسباب بکشد تا سببے کہ او را وجود از غیرے نبود و وجودِ او بذات واجب است، پس آفریدگار ایں ہمہ اوست و ہمہ از او در وجود آمدہ و بدو قائم اند۔ و چوں در ایں مقام اندک تفکر کردہ آید خود روشن شود کہ کلی موجودات ہستی اند نہ نیستی چاشنی دادہ، و او ہستی است بدوام ازل و ابد آراستہ، و چوں اصلِ مخلوقات بر نیستی است روا بود کہ باز نیست شوند و نیز بیانِ زمرۂ انسانی گفتہ اند کہ کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ہر چیزے با اصلِ خویش باز شود، خاصہ در عالمِ کون و فساد پس ما کہ ممکن الوجودیم، اصل ما نیستی است و او کہ واجب الوجود است عینِ او ہستی است و ہم او جل ثناءہ

و رفع سناءهٗ در کلام مبین و حبل متین مے فرماید کُلُّ شَیءٍ هَالِکٌ اِلّا وَجهَهٗ، اما بباید دانست که این عالم را که در خلال فلک قمر است و در دائرۂ این کرہ اول، او را عالم کون و فساد خوانند و چنان تصور باید کرد که در مقعر فلک قمر آتش است و فلک قمر گرد او در آمده، و در درون کرۂ آتش ہوا است، آتش گرد او در آمده، و در درون ہوا آب است، ہوا گرد او در آمده و در درون آب خاک است، آب گرد او در آمده، و در میان زمین نقطہ ایست موہوم کہ ہر خطے کہ از و بفلک قمر رود ہمہ برابر یکدیگر باشند و ہر کجا ما فرود گوئیم آن نقطہ را خواہیم یا آنچہ بدو نزدیک تر است و ہر کجا "زبر" گوئیم از و فلک اقصیٰ را خواہیم یا آنچہ بدو نزدیک تر است۔ و آن فلکے است زبر فلک البروج و از آن سوے او ہیچ نیست و عالم جسمانی بدو متناہی شود یعنی سپری گردد، اما اللہ تبارک و تعالیٰ بحکمت بالغہ چون خواست کہ درین عالم معادن و نبات و حیوان پدید آرد ستارگان را بیافرید خاصہ مر آفتاب و ماہ را و کون و فساد اینہا بحرکات ایشان باز بست و خاصیت آفتاب آنست کہ چیزہا را بالعکس گرم کند چون برابر باشد و بیا بحمی گرمی بر کشد یعنی جذب کند۔ آب را بہ برابری گرم میکرد و بتوسط گرمی جذب بمدتے دراز، تا زمین را یک ربع برہنہ شد، بسبب بسیاری بخار کہ ازین ربع صاعد گشت و ببالا برفت و طبع آب آنست کہ روا بود کہ سنگ شود چنانکہ بہ بعض جائیہا معہود است و برائے العین دیدہ میشود، پس کوہہا پدید آمد از آب بتابش آفتاب۔ و زمین از آنچہ بود برین پارہ بلند تر شد و آب از و فرو دوید و خشک شد برین مثال کہ دیدہ مے آید پس این ربع مکشوف خوانند، بدین سبب و ربع مسکون خوانند بدانکہ حیوانات را در وے مسکن است ❊

فصل

چوں آثار ایں کواکب در افطار ایں عناصر تاثیر کرد و از آں نقطۂ موہوم
منعکس گشت از میانِ خاک آب بمعونت باد و آتش ایں جمادات پدید آمد
چوں کوہہا و کانہا و ابر و برف و باراں و رعد و برق و کواکب منقضہ و ذوالذوائب
و نیازکِ و عصی و ہالہ و حریق و صاعقہ و زلزلہ و عیون گوناگوں چنانکہ در
آثارِ علوی ایں را شرحے بمقام خود دادہ شدہ است و دریں مختصر نہ جائے
شرح و بسط آں بود۔ اما چوں روزگار بر آمد و ادوارِ فلک متواتر گشت و مزاجِ
عالم سفلی نضجے یافت و نوبت انفعال بداں درجہ رسید کہ میانِ آب و ہوا بود
ظہورِ عالمِ نبات بود پس ایں جوہرے کہ نبات از و ظاہر گشت تبارک و
تعالیٰ او را چہار خادم آفرید و سہ قوت۔ ازیں چہار خادم یکے آنست کہ آنچہ
شائستہ او بود و میکشد او را جاذبہ خوانند۔ دوم آنکہ ہرچہ جاذبہ جذب کردہ
باشد ایں نگاہ میدارد۔ او را ماسکہ خوانند۔ و سوم آنکہ آں مجذوب را ہضم کند
و از حالت خویش بگرداند تا مانندۂ او شود او را ہاضمہ خوانند۔ و چہارم آنکہ آنچہ
ناشائستہ بود دفع کند و او را دافعہ خوانند۔ اما ازیں سہ قوت او یکے قوتِ نامیہ است
کہ او را افزوں کند یعنی آنکہ غذا در و بگستراند۔ گستراندن متناسب و متساوی۔ و
دوم قوت غاذیہ است کہ بدرقۂ ایں غذا بود تا باطراف برسد۔ و قوت سوم آن است
کہ چوں بکمال رسد و خواہد کہ روئے در نقصان نہد ایں قوت پدیدار آید و تخم
دہد تا اگر او را دریں عالم فنائے باشد آں بدل نائب او شود تا نظام عالم از
اختلال مصئون باشد و نوع منقطع نشود۔ و او را قوتِ مولدہ خوانند۔ پس ایں
عالم از عالم جماد زیادت آمد بچندیں معانی کہ یاد کردہ شد و حکمت بالغۂ آفریدگار

چناں اقتضا کرد کہ ایں عالم ہا بہ یکدیگر پیوستہ باشند بتراوفت متوالی تا در عالم جماد کہ اوّل چیزے گل بود ترقی ہمے کرد و شریف تر ہمے شد تا بمرجان رسید اعنی بُسّد کہ آخرین عالم جماد بود پیوستہ باولین چیزے از عالم نبات. و اوّل عالم نبات خار بود و آخرین خرما و انگور کہ تشبہ کردند بہ عالم حیوان ایں نخل خواست تا بار آورد و آں از دشمن بگریخت کہ تاک بزراز عشقہ بگریزد و آں گیا ہے ست کہ چوں بر تاک در پیچد زر را خشک کند۔ پس تاک از و بگریزد، پس در عالم نبات ہیچ شریف تر از تاک و نخل نباشد، بدیں علت کہ بفوق عالم خویش تشبہ کردند و قدم لطف از دائرہ عالم خویش بیروں نہادند و بجانب اشرف ترقی کردند۔

فصل

اما چوں ایں عالم کمال یافت و اثر آباء عالم علوی در اُمّہات سفلی تاثیر کرد، و نوبت بفرجہ ہوا و آتش رسید، فرزند لطیف تر آمد و ظہور عالم حیوان بود و آں قوتہا کہ نبات داشت با خود آورد و دو قوّت او را افزود و یکے قوت اندر یافت کہ او را مدرکہ خوانند کہ حیوان چیزہا را بدو اندر یابد و دوم قوت جنبانندہ کہ بتائید او حیوان بجنبد و بدانچہ ملائم اوست میل کند و از آنچہ منافر اوست بگریزد، او را قوت محرکہ خوانند۔ امّا قوت مدرکہ منشعب شود بہ دہ شاخ پنج را از و حواس ظاہر خوانند و پنج را از و حواس باطن۔ حواس ظاہر چوں لمس و ذوق و بصر و سمع و شم۔ امّا قوت لمس قوّتے است کہ پراگندہ در پوست و گوشت حیوان تا چیزے کہ مماس او شود اعصاب ادراک کند و اندر یابد، چوں خشکی و تری و گرمی و سردی و سختی و نرمی و درشتی و نغزی۔ اما ذوق قوتے است ترتیب کردہ در آں عصب کہ گستردہ است بر روئے زبان کہ طعامہائے

متخیّل را در یابد از آں اجرام کہ مماس شوند با او وا دراک کند میان شیریں و تلخ و تیز و ترش و امثال آں۔ امّا سمع قوتے است ترتیب کردہ در عصب متفرق کہ در سطحِ صماخ است در یابد آں صوتے را کہ متادّی شود بدو، از تموج ہوائے کہ افسردہ شدہ باشد میانِ متقارعین یعنی دو جسم برہم کوفتہ کہ از ہم کوفتن ایشاں ہوا موج زند و علّت آواز شود تا تادیہ کند ہوائے را کہ ایستادہ است۔ اندر تجویف صماخ و مماس او شود بداں عصب پیوندد، و بشنود۔ امّا بصر قوّتے است ترتیب کردہ در عصبۂ مجوفہ کہ در یابد آں صورتے را کہ منطبع شود در رطوبت جلیدی از اشباح و اجسام ملوّن بمیانجی جسمے شفاف کہ ایستادہ بود از وے تا سطوح اجسام صیقلہ۔ امّا شم قوتے است ترتیب کردہ در آں زیادتی کہ از مقدم دماغ بیروں آمدہ است مانندۂ سر پستان زناں کہ دریابد آنچہ تادیہ کند بدو ہوائے مستنشق از بوے آمیختہ باشد یا بخارے کہ باد ہمے آرد یا منطبع شدہ باشد در وے باستحالت از جرم بوے دار۔

فصل

امّا حواس باطن بعضے آنند کہ صُوَرِ محسوسات را دریابند و بعضے آنند کہ معانی محسوسات را دریابند۔ اوّل حس مشترک است و او قوتے است ترتیب کردہ در تجویف اوّل از دماغ کہ قابل است بذاتِ خویش مرجملہ صورتہا را کہ حواس ظاہر قبول کردہ باشند و در ایشاں منطبع شدہ کہ بدو تادیہ کنند و محسوس آنگاہ محسوس شود کہ او قبول کند۔ دوم خیال است و او قوتے است ترتیب کردہ در آخر تجویف مقدم دماغ کہ آنچہ حس مشترک از حواسِ ظاہر قبول کردہ باشد او نگاہ دارد و بماند در وے بعد غیبت محسوسات۔ سوم قوت متخیلہ است۔ و

چوں اورا با نفس حیوانی یاد کنند متخیله گویند و چوں با نفس انسانی یاد کنند متفکره خوانند و او قوتے است ترتیب کرده در تجویف اوسط از دماغ و کار او آن است که آں جزئیات را که در خیال است با یکدیگر ترکیب کند و از یکدیگر جدا کند باختیار اندیشه - چهارم قوت وہم است و او قوتے است ترتیب کرده در نهایت تجویف اوسط دماغ و کار او آن است که دریابد معانی نامحسوس را که موجود باشد در محسوسات جزئی چوں آں قوتے که بزغاله فرق کند میان مادر خویش و گرگ و کودک فرق کند میان رسن پیسه و مار - پنجم قوت حافظه است و ذاکره نیز خوانند و او قوتے است ترتیب کرده در تجویف آخر از دماغ آنچه قوت وہمی دریابد از معانی نامحسوس او نگاه دارد و نسبت او بقوت وہم ہماں نسبت است که نسبت قوت خیال است بحس مشترک اما آں صورت را نگاه دارد و ایں معانی را - اما ایں همه خادمان نفس حیوانی اند و او جوهرے است که منبع او دل است و چوں در دل عمل کند او را روح نفسانی خوانند و چوں در جگر عمل کند او را روح طبیعی خوانند و او بخارے لطیف است که از خوں خیزد و در اعلی شرائین سریان کند و در روشنی مانند آفتاب بود - و هر حیوانے که ایں دو قوت مدرکه و محرکه دارد و آں ده که از ایشاں منشعب شده است او را "حیوان کامل" خوانند و هر چه کم دارد ناقص بود - چنانکه مور که چشم ندارد و مارے که گوش ندارد و او را مار کر خوانند اما هیچ ناقص تر از خراطین نیست و او کرمے است سرخ که اندر گل جوے بود و او را گل خواره خوانند و بماوراء النهر خاک کرمه خوانند - اول حیوان اوست و آخر نسناس - و او حیوانے است که در بیابان ترکستان باشد منتصب القامة الفی القد عریض الاظفار و آدمی را عظیم

دوست دارد ہر کجا آدمی را بیند بر سر راہ آید و در ایشاں نظارہ ہمے کند نہ چوں بیگانہ از آدمی بیند بیرد و از و گویند تخم گیرد، پس بعد انسان از حیوان او شریف تراست کہ بہ چندیں چیز با آدمی تشبہ کرد یکے بہ بالائے راست و دوم بہ پہنائی ناخن و سوم بموے سر۔

حکایت

از ابو رضا ابن عبد السلام النیشاپوری شنیدم در سنہ عشرہ خمسمایتہ بنشاپور در مسجد جامع کہ گفت بجانب طمغاج ہمے رفتیم و آں کارواں چندیں ہزار شتر بود روزے گرمگاہ ہمے راندیم بر بالائے ریگے زنے دیدیم ایستادہ برہنہ سر و برہنہ تن در غایت نیکوئی با قدے چوں سرو روئے چوں ماہ و موئے دراز و در ما نظارہ ہمے کرد ہر چند باوے سخن گفتیم جواب نہ داد و چوں قصد او کردیم بگریخت و در ہزیمت چناں دوید کہ ہمانا ہیچ اسپ او را در نیافتے و کراکشان ما ترکان بودند گفتند ایں آدمی وحشی است ایں را نسناس خوانند۔ امّا بباید دانست کہ او شریف تر حیوان است بدیں سہ چیز کہ گفتہ شد۔

اما چوں در دہورِ طوال و مرورِ ایام لطفِ مزاج زیادت شد و نوبت بفرجہ رسید کہ میان عناصر و افلاک بود "انسان" در وجود آمد ہر چہ در عالم جماد و نبات و حیوان بود با خویشتن آورد و قبول معقولات بر آں زیادت کرد و بعقل بر ہمہ حیوانات پادشاہ شد و جملہ را در تحتِ تصرفِ خود آورد از عالم جماد بجواہر و زر و سیم زینتِ خویش کرد و از آہن و روے و مس و سرب وارزیز اوانی و عوامل خویش ساخت و از عالم نبات خوردنی و پوشیدنی

وگستردنی ساخت و از عالمِ حیوان مرکب و حمّال کرد و از ہر سہ عالم وائرہا برگزید
و خود را بداں معالجت کرد ایں ہمہ تفوق او را بچہ رسید۔ بدانکہ معقولات
را بشناخت و بتوسطِ معقولات خدا ے را بشناخت و خداے را
بچہ شناخت؟ بدانکہ خود را بشناخت مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ
عَرَفَ رَبَّہٗ پس ایں عالم بر سہ قسم آمد یک قسم آں است کہ نزدیک
است بعالمِ حیوان چوں بیابانیاں و کوہیاں کہ خود ہمت ایشاں
بیش ازاں نہ رسد کہ تدبیر معاش کنند بجذب منفعت و دفع مضرت۔
یا ز یک قسم اہل بلاد و مدائن اند کہ ایشاں را تمدن و تعاون و انبساط
حرف و صناعات بود و علوم ایشاں مقصور بود بر نظام ایں شرکتے کہ ہست
میان ایشاں تا انواع باقی ماند یا ز یک قسم آنند کہ ازیں ہمہ فراغتے دارند
بیلاً و نہاراً۔ سرّا و جہاراً کار ایشاں آن باشد کہ ماکہ ایم؟ و از چہ در وجود
آمدہ ایم؟ و پدید آرندۂ ماکیست؟ یعنی کہ از حقائق اشیا بحث کنند و
در آمدنِ خویش تامّل و اندر رفتن تفکر کہ چگونہ آمدیم؟ و کجا خواہیم رفتن و یا ز ایں
قسم دو نوع اند یکے نوع آنند کہ باستاد و تلقف و تکلف و خواندن و نبشتن
بمنتہائے ایں فکرت برسند و ایں نوع را حکما خوانند و باز نوعے آنند کہ
بے استاد و نبشتن بمنتہائے ایں فکرت برسند و ایں نوع را انبیا خوانند و خاصیت
نبی سہ چیز است یکے آنکہ علوم داند نا آموختہ و دوم آنکہ از دی و فردا خبر دہد
نہ از طریقِ مثال و قیاس و سوم آنکہ نفس او را چنداں قوت بود کہ از ہر جسم کہ
خواہد صورت ببرد و صورت دیگر آرد ایں نتواند الّا آنکہ او را یا عالمِ ملائکہ
مشابہتے بود پس در عالم انسان ہیچ ورائے او نبود و فرمانِ او بمصالحِ عالم نافذ
بود کہ ہر چہ ایشاں دارند او دارد و زیادتے دارد کہ ایشاں نہ دارند یعنی پیوستن

بعالم ملائکہ و آں زیادتے را بمجمل "نبوت" خوانند و تفصیل چنانکہ شرح کردیم و تا ایں انسان زندہ بود مصالح دو عالم با تمت ہے نماید بفرمان باری عز اسمہٗ و بواسطۂ ملائکہ و چوں با نحلالِ طبیعت روے بداں عالم آرد از اشاراتِ باری عز اسمہٗ و از عبارات خویش دستورے بگذارد قائم مقام خویش (وَوے را) نائبے باید ہر آئنہ تا شرع و سنت او بر پاے دارد ایں کس باید کہ افضل آں جمع و اکمل آں وقت بود تا ایں شریعت را احیا کند و ایں سنت را امضا نماید و اورا امام خوانند و ایں امام بآفاق مشرق و مغرب و شمال و جنوب نتواند رسید تا اثر حفظِ او بقاصی و دانی رسد و امر و نہی او بعاقل و جاہل ـ لا بد او را نائباں بایند کہ باطرافِ عالم ایں نوبت ہمے دارند و از ایشاں ہر یکے را ایں قوت نباشد کہ ایں جملہ بعنف تقریر کند لا بد سائسے باید و قاہرے لازم آید آں سائس و قاہر را ملک خوانند اعنی پادشاہ و ایں نیابت را پادشاہی پس پادشاہ نائب امام است و امام نائب پیغامبر و پیغامبر نائب خداے عز و جل و خوش گفتہ درین معنی فردوسی ؎

چناں داں کہ شاہی و پیغمبری | دو گوہر بود در یک انگشتری

و خود سید ولدِ آدم مے فرماید۔ اَلدِّیْنُ وَالْمُلْکُ تَوْاَمَانِ ۔ دین و ملک دو برادرِ ہمزادند کہ در شکل و معنی از یکدیگر ہیچ زیادت و نقصان ندارند پس بحکم ایں قضیت بعد از پیغامبری ہیچ عملے گراں تر از پادشاہی و ہیچ عملے قوی تر از ملک نباشد پس نزدیکان او کسانے بایند کہ حل و عقد عالم و صلاح و فساد بندگانِ خداے بمشورت و راے و تدبیر ایشاں باز بستہ بود و باید کہ ہر یکے از ایشاں افضل و اکمل وقت باشند اما دبیرو

شاعر و منجم و طبیب از خواصِ پادشاه اند و از ایشاں چارہ نیست قوامِ ملک بہ دبیر است و بقائے اسم جاودانی بشاعر و نظامِ امور بہ منجم و صحتِ بدن بہ طبیب و ایں چہار عمل شاق و علم شریف از فروعِ علمِ حکمت است دبیری و شاعری از فروعِ علمِ منطق است و منجمی از فروعِ علمِ ریاضی و طبیبی از فروعِ علمِ طبیعی پس ایں کتاب مشتمل است بر چہار مقالت :-

اول - در ماہیتِ علمِ دبیری و کیفیتِ دبیرِ بلیغِ کامل -
دوم - در ماہیتِ علمِ شعر و صلاحیتِ شاعر -
سوم - در ماہیتِ علمِ نجوم و غزارتِ منجم در آں علم -
چہارم - در ماہیتِ علمِ طب و ہدایتِ طبیب و کیفیتِ او -

پس در ہر ہر مقالتے از حکمت آنچہ بدیں کتاب لائق بود آوردہ شد و بعد ازاں دہ حکایتِ طرفہ از نوادرِ آں باب و از بدائعِ آں مقالت کہ آں طبقہ را افتادہ باشد آوردہ آمد تا پادشاہ را روشن شود و معلوم گردد کہ دبیری نہ خُرد کارے است و شاعری نہ اندک شغلے و نجوم علمے ضروری است و طب صنعتے ناگزیر و پادشاہ خردمند را چارہ نیست ازیں چہار شخص دبیر و شاعر و منجم و طبیب ۔

مقالهٔ اوّل

در ماہیت دبیری و کیفیّت دبیر کامل و آنچه تعلّق بدین دارد

دبیری صناعتے است مشتمل بر قیاسات خطابی و بلاغی۔ منتفع در مخاطباتے که در میان مردم است بر سبیل محاورت و مشاورت و مخاصمت در مدح و ذم و حیله و استعطاف و اغراء و بزرگ گردانیدن اعمال و خُرد گردانیدن اشغال و ساختن وجوه عُذر و عتاب و احکام وثائق و اذکارِ سوابق و ظاہر گردانیدن ترتیب و نظام سخن در ہر واقعه تا بر وجه اولے و احریٰ ادا کرده آید۔ پس دبیر باید که کریم الاصل شریف العرض۔ دقیق النظر۔ عمیق الفکر۔ ثاقب الرائے باشد۔ و از ادب و ثمرات آں قسم اکبر و حظِ اوفر نصیب اُو رسیده باشد و از قیاساتِ منطقی بعید و بیگانه نباشد۔ و مراتب ابناء زمانه شناسد و مقادیر اہلِ روزگار داند و بحطام دنیاوی و مزخرفاتِ آں مشغول نباشد و بتحسین و تقبیح اصحابِ اغراض و اربابِ اِغماض التفات نکند۔ و غرّه نشود و عرض مخدوم را در مقامات ترسل از مواضع نازل و مراسم خامل محفوظ دارد۔ و در اثناء کتابت و مساق ترسّل بر ارباب حرمت و اصحابِ حشمت نه ستیزد و اگرچه میانِ مخدوم و مخاطب او مخاصمت باشد او قلم نگاه دارد۔ و در عرض او وقیعت نکند الّا بداں کس که تجاوزِ حد کرده باشد و قدمِ حرمت از دائرهٔ حشمت بیروں نهاده که واحدةٌ

بواحدۃٍ وَاَلبَادِیُ اَظلَمُ ودر عنوانات طریق اوسط نگاہ دارد و بہر کس آں نویسد کہ اصل ونسب و ملک وولایت ولشکر وخزینۂ او برآں دلیل باشد الّا بکسے کہ دریں بارہ مقدمۂ تقدمے نمودہ باشد و تکبّرے کردہ وخردۂ فروگذاشتہ وانبساطے فزودہ کہ خرد آں را موافقِ مکاتبت نہ شمرد وملائمِ مراسلت نداند دریں موضع دبیر را دستوری است واجازت کہ قلم بردارد و قدم درگذارد و دریں ممر با قصائے غایت ومنتہائے نہایت برسد کہ اکمل انسان و افضل ایشاں صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِم مے فرماید کہ اَلتَّکَبُّرُ مَعَ الْمُتَکَبِّرِ صَدَقَۃٌ والبتہ نگذارد کہ ہیچ غبارے در فضائے مکاتبت از ہوائے مراسلت بردامنِ حرمتِ مخدوم او نشیند ودر سیاقتِ سخن آں طریق گیرد کہ الفاظ متابع معانی آید وسخن کوتاہ گردد کہ فصحائے عرب گفتہ اند خیرُ الکلامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ - زیرا کہ ہرگاہ کہ معانی متابع الفاظ افتد سخن دراز شود وکاتب را بکثار خوانند وَالمِکثَارُ مِھذَارٌ اَمّا سخنِ دبیر بایں درجہ نرسد تا از ہر علم بہرۂ ندارد وازہر استاد نکتۂ یاد نگیرد و ازہر حکیم لطیفۂ نشنود و ازہر ادیب طرفۂ اقتباس نکند - پس عادت باید کرد بخواندن کلامِ ربّ العزّۃ واخبار مصطفٰے و آثارِ صحابہ وامثالِ عرب وکلماتِ عجم ومطالعہ کتب سلف ومناظرۂ صحف خلف چوں ترسل صاحب وصابی وقابوس والفاظِ حمادی وامامی وقدامۃ بن جعفر ومقاماتِ بدیع وحریری وحمید وتوقیعات بلعمی واحمد حسن و ابونصر کندری ونامہائے محمد عبدالحمید وسید الرؤسا ومجالس محمد منصور وابن عبادی وابن النسابۃ العلوی وازدواوینِ عرب دیوانِ متنبی وابیوردی وغزّی واز شعر عجم اشعار رودکی ومثنوی فردوسی و

مدائح عنصری۔ ہر یکے از اینہا کہ بر شمردم در صناعت خویش نبیج وحدہ بود نابغہ وحید وقت و ہر کاتب کہ این کتب دارد و مطالعہ آں فرو نگذارد و خاطر را تشحیذ کند و دماغ را صقال دہد و طبع را برافروزد و سخن را ببالا کشد۔ دبیر بد و معروف شود۔ دبیراو باشد۔ اما چوں قرآن واند بیک آیتے از عہدہ ولایتے بیروں آید چنانکہ اسکافی ۔

حکایت

اسکافی دبیرے بود از جملۂ دبیران آل سامان رحم اللہ و آن صناعت نیکو آموختہ بود بر شواہق نیکو رفتے واز مضایق نیکو بیروں آمدے و در دیوان رسالت نوح بن منصور محرری کردے۔ مگر قدر او نشناختند و بقدر فضل او را نتو اختند۔ از بخارا بہرات رفت بنزدیک البتگین۔ و البتگین ترکے خردمند بود و ممیز۔ او را عزیز کرد و دیوان رسالت بدو تفویض فرمود و کار او گرداں شد۔ و بسبب آنکہ نو خاستگان در حضرت پدیدار آمدہ بودند بر قدیمان استخفاف ہمے کردند و البتگین تحمل ہمے کرد آخر کار او بعصیاں کشید باستخفافے کہ در حق او رفتہ بود باغراء جماعتے کہ نو خاستہ بودند و امیر نوح از بخارا بزادلستان بنوشت تا سبکتگین باآں لشکر بیاید و سیمجوریاں از نشاپور بیایند و با البتگین مقابلہ و مقاتلہ کنند و آں حرب سخت معروف است و آں واقعہ صعب مشہور۔ پس از آنکہ آں لشکرہا بہرات رسیدند امیر نوح بن علی بن محتاج الکشانی را کہ حاجب الباب بود بہ البتگین فرستاد با نامۂ چوں آب و آتش مضمون او ہمہ وعید و مقرون او ہمہ تہدید۔ صلح را مجال نا گذاشتہ و آشتی را سبیل رہا نا کردہ چنانکہ در

چنیں واقعۂ و در چنیں داہیہ خداوند ضجر قاصی بہ بندگانِ عاصی نویسد۔ ہمہ نامہ پُر از آنکہ بیائیم و بگیریم و بکشیم۔ چوں حاجب ابوالحسن علی بن محتاج الکشانی نامہ عرضہ کرد۔ و پیغام بگفت و ہیچ باز نگرفت البتگین آزردہ بود آزردہ تر شد۔ برآشفت و گفت "من بندۂ پدر او ایم"۔ امّا در آں وقت کہ خواجۂ من از دار فنا بدار بقا تحویل کرد اُو را بمن سپرد نہ مرا بدو۔ و اگرچہ از روئے ظاہر مرا در فرمانِ او ہمے باید بود۔ امّا چوں ایں قضیت را تحقیق کنی نتیجہ برخلاف ایں آید کہ من در مراحل شیبم و اُو در منازل شباب و آنہا کہ او را بریں بعث ہمے کنند ناقض ایں دولت اند، نہ ناصح و ہادم ایں خاندان اند نہ خادم۔ و از غایت زعارت با سکافی اشارت کرد کہ چوں نامہ جواب کنی از استخفاف ہیچ باز مگیر و بر پشتِ نامہ خواہم کہ جواب کنی پس اسکافی بر بدیہہ جواب کرد و اول بنوشت بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یانوحُ قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدُنا ان کنت من الصّادقین۔ چوں نامہ با میر خراسان نوح بن منصور رسید آں بخواند، تعجّبہا کرد و خواجگانِ دولت حیران فرو ماندند و دبیراں انگشت بدنداں گزیدند۔ چوں کار البتگین یکسو شد اسکافی متواری گشت و ترساں و ہراساں ہمے بود۔ تا یک نوبت کہ نوح کس فرستاد و او را طلب کرد و دبیری بدو داد۔ کار اُو بالا گرفت و در میان اہل قلم منظور و مشہور گشت اگر قرآن نیکو ندانستے دراں واقعہ بدیں آیت نرسیدے و کار اُو از آں درجہ بدیں غایت نہ کشیدے۔

حکایت

چون اسکانی را کار بالا گرفت در خدمت امیر نوح بن منصور متمکن
گشت و ماکان کاکوی پسرے و کوهستان عصیان آغاز کرد و سر از ربقهٔ
اطاعت بکشید و عمّال بخارا و سمنگ فرستاد و چند شهر از کومش بدست فرو
گرفت و نیز از سامانیان یاد نکرد۔ نوح بن منصور بترسید از آنکه او مردے
سهمگین و کانی بود و بیدار کب حال او مشغول گشت و تاش سپه سالار را با
هفت هزار سوار مجرب او نامزد کرد که برود و آن فتنه را فرو نشاند و آن
شغل گران از پیش برگیرد۔ بران وجه که مصلحت بیند که تاش عظیم خردمند
بود و روشن رائے و در مضایق جُست در آمدے و جایک بیرون رفتے و پیرو تر
جنگ بودے و از کارها هیچ بیمراد باز نگشته بود و از حربها هیچ شکسته نیامده بود
تا او زنده بود ملکِ بنی سامان رونقے تمام و کار ایشان طراوتے قوی داشت
پس درین واقعه امیر عظیم مشغول دل بود و پریشان خاطر کس فرستاد و اسکانی
را بخواند و با او بخلوت بنشست و گفت من ازین شغل عظیم هراسانم که ماکان
مردے دلیر است و با دلیری و مردمی کفایت دارد و وجود هم و انده بالمه چون او
کم افتاده است باید که با تاش موافقت کنی و هر چه درین واقعه از لشکر
کشی بر وے فرو شود تو با یاد او فرود هی و من بنشاپور مقام خواهم کرد تا
پشت لشکر من گرم گردد و خصم شکسته دل شود باید که هر روز مسرعے با
ملطفهٔ از آن بمن رسد۔ هر چه رفته باشد۔ نکت از آن بیرون آورده باشی
و در آن ملطفه ثبت کرده چنانکه تسلّی خاطر آید۔ اسکانی خدمت کرد و
گفت فرمانبردارم پس دیگر روز تاش رایات بکشاد و کوس زد، و بر

مقدمه از بخارا برفت و از جیحون عبور کرد با هفت هزار سوار و امیر با
باقی لشکر در پی او بنشاپور بیاید - پس امیر تاش را و لشکر را خلعت
بداد و تاش در کشید و به بیهق در آمد و بکومش بیرون شد و روی بری
نهاد با عزمی درست و حزمی تمام و ماکان با ده هزار مرد حربی زره پوشیده
بر در ری نشسته بود و بری استناد کرده تا تاش برسید و از
شهر برگذشت و در مقابل او فرود آمد و رسولان آمد و شد گرفتند بر هیچ
قرار نگرفت که ماکان مغرور گشته بود بدان لشکر دل انگیز که از هر جای
فراهم آورده بود پس بران قرار گرفت که مصاف کنند و تاش گرگ پیر
بود و چهل سال سپه سالاری کرده بود و از آن نوع بسیار دیده چنان
ترتیب کرد - که چون دو لشکر در مقابل یکدیگر آمدند و ابطال و شداد لشکر
ماوراء النهر و خراسان از قلب حرکت کردند نیمی از لشکر ماکان بجنگ
دست گشادند و باقی حرب نکردند و ماکان کشته شد - تاش بعد از ان که از
گرفتن و بستن و کشتن فارغ شد روی با سکافی کرد و گفت کبوتر بباید فرستاد
بر مقدمه تا از پی او مسرع فرستاده شود اما جمله وقائع را بیک نکته باز باید
آورد چنانکه بر همگی احوال دلیل بود و کبوتر تواند کشید و مقصود بحاصل آید -
پس اسکافی دو انگشت کاغذ بر گرفت و بنوشت اَمّا مَاکَان فَصَارَ
کَاسْمِه وَالسَّلَام ازین ما ماء نفی خواست و از کان فعل ماضی تا
بپارسی چنان بود که ماکان چون نام خویش شد یعنی نیست شد - چون
این کبوتر به امیر نوح بن منصور رسید از ان فتح چندان تعجب نکرد که
ازین لفظ و اسباب ترفیه اسکافی تازه فرمود و گفت چنین کس فارغ
دل باید تا به چنین نکتها برسد ؛

حکایت

ہر صناعت کہ تعلّق بتفکّر دارد صاحب صناعت باید کہ فارغ دل و مرفّہ باشد کہ اگر بخلاف ایں بود سہام فکر او متلاشی شود و بر ہدف صواب بجمع نیاید زیرا کہ جز بجمعیت خاطر بچناں کلمات باز نتواند خورد۔ آوردہ اند کہ یکے از دبیران خلفاء بنی عباس رضی اللہ عنہم بوالیٔ مصر نامہ مے نوشت و خاطر جمع کردہ بود و در بحرِ فکرت غرق شدہ و سخن مے پرداخت۔ چوں دُرّ ثمین و ماءِ معین ناگاہ کنیزکش در آمد و گفت "آرد نماند" دبیر چناں شوریدہ طبع و پریشان خاطر گشت کہ آں سیاقت سخن از دست بداد و بداں صفت منفعل شد کہ در نامہ بنوشت کہ "آرد نماند"۔ چنانکہ آں نامہ را تمام کرد و پیش خلیفہ فرستاد۔ و ازیں کلمہ کہ نوشتہ بود، ہیچ خبر نداشت چوں نامہ بخلیفہ رسید و مطالعہ کرد۔ چوں بداں کلمہ رسید بد حیران فرو ماند و خاطرش آں را بر ہیچ حمل نتوانست کرد کہ سخت بیگانہ بود۔ کس فرستاد و دبیر را بخواند و آں حال از و باز پرسید۔ دبیر خجل گشت و براستی آں واقعہ را در میاں نہاد۔ خلیفہ عظیم عجب داشت و گفت اول ایں نامہ را بر آخر چنداں فضیلت و رجحان است کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ را بر تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ در بلغ باشد خاطر چوں شما بلغا را ید ست غوغاے ما بحتاج باز دادن و اسباب ترفیہ او چناں فرمود۔ کہ امثال آں کلمہ دیگر ہرگز بگوش او فرو نشد۔ لاجرم آنچناں گشت کہ معانی دو کون در دو لفظ جمع کردے۔

حکایت

صاحب کافی اسماعیل بن عباد الرازی وزیر شہنشاہ بود۔ و در فضل کمالے داشت۔ و نثر سل و شعر اُو برین دعوے دو شاہد عادل اند و دو حاکم راست و نیز صاحب مردے عدلی مذہب بود۔ و عدلی مذہباں بغایت متنسک و متقی باشند و روا دارند کہ مومنے بخصمئی یک جو یا و دانہ در دوزخ بماند۔ و خدم و حشم و عمال او بیشتر آں مذہب داشتندے کہ اُو داشت و قاضی بود بقم از دست صاحب کہ صاحب را در نسک و تقوے او اعتقادے بود راسخ و یک یک برخلاف ایں از وے خبر میدادند و صاحب را استوار نے آمد۔ تا از ثقات اہل قم دو مقبول القول گفتند کہ زمان خصومت کہ میان فلاں و بہماں بود قاضی با نصد دینار رشوت بستد۔ صاحب را عظیم منتکر آمد بدو وجہ، یکے از کثرت رشوت و دوم از دلیری وے بر اینچ قاضی حالی قلم برگرفت و بنوشت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَیُّھَا القَاضِی بِقُمّ قَدْ عَزَلْنَاکَ فَقُمْ و فضلا دانند و بلغا شناسند کہ ایں کلمات در باب ایجاز و فصاحت چہ مرتبہ دارد و لاجرم از آں روز باز ایں کلمہ را بلغا و فصحا بر دلہا ہمے نویسند و بر جانہا ہمے نگارند۔

حکایت

لمغان شہر لیست از دیار سند از اعمال غزنین و امروز میان ایشاں و کفار کوہے است بلند و پیوستہ خائف باشند از تاختن و شبیخون کفار۔ اما لمغانیاں مردمان بشکوہ باشند۔ جلد و کسوب و با جلدی

زعری عظیم تا بغایتے کہ باک ندارند کہ بر عامل بیک من کاہ و یک بیضہ رفع کنند و ہم ازیں نیز روا دارند کہ بتظلم بغزنین آیند و یک ماہ و دو ماہ مقام کنند و بے حصولِ مقصود باز نہ گردند، فی الجملہ در لجاج دستے دارند و از ابرام پیشئے، مگر در عہد یمین الدولۃ سلطان محمود انار اللہ برہانہ، یکے شب کفار بر ایشاں شبیخون کردند و بانواع خرابی حاصل آمد ایشاں خود بے خاک مراغہ کردندے، چوں ایں واقعہ بیفتاد تنے چند از معارف و مشاہیر برخاستند و بحضرت غزنین آمدند و جامہا بدریدند و سرہا برہنہ کردند و وادیلا کناں بہ بازار غزنیں در آمدند و بہ بارگاہ سلطان شدند و بنالیدند و بزاریدند و آں واقعہ را بر ہیئتے شرح دادند کہ سنگ را بر ایشاں گریستن آمد و ہنوز ایں نہ عارت و جلادت و تزویر و تمویہ از ایشاں ظاہر نگشتہ بود۔ خواجہ بزرگ احمد حسن میمندی را بر ایشاں رحمت آمد و خراج آں سال ایشاں را بہ بخشید و از عوارضشاں مصئون داشت و گفت باز گردید و بیش کوشید و کم خرچ کنید تا بہ سال بجائے خویش باز آئید۔ جماعت لمغانیاں با فراخے قوی و پشتئے تمام باز گشتند و آں سال مرفہ بنشستند۔ و آسیب بکس ندادند، و چوں سال بسر شد ہماں جماعت باز آمدند و قصۂ خود بخود بجواب رفع کردند۔ نکتۂ آں قصۂ مقصور بر آنکہ سال پار خداوند خواجۂ بزرگ ولایت ما را برحمت و عافیت خویش بیارا ست و بحمایت و حیاطت خود نگاہ داشت و اہل لمغان بداں کرم و عاطفت بجائے خویش رسیدند و چناں شدند کہ دراں ثغر مقام توانند کرد۔ اما ہنوز چوں مزلزلی اند و مے ترسیم کہ اگر مال مواضعت را امسال طلب کنند بعضے مستاصل شوند و اثر آں خلل ہم بخزانۂ معمورہ باز گردد۔ خواجہ احمد حسن

ہم لطفے بکرد و مال دیگر سال بہ بخشید۔ دریں دو سال اہل ملتان توانگر شدند۔ وبرآں بسندہ نکردند۔ در سوم سال طمع کردند کہ مگر بہ بخشند وہماں جماعت باز بدیواں حاضر آمدند وقصہ عرضہ کردند وہمہ عالم را معلوم شد کہ ملتانیاں بر باطل اند۔ خواجۂ بزرگ قصہ برلیشت گردانید و بنوشت اَلْخَرَاجُ خُرَاجٌ اَدَاؤُہٗ دَوَاؤُہٗ۔ گفت خراج ریش ہزار چشمہ است گزاردن او داروے اوست واز روزگار آں بزرگ ایں معنی مثلے شد و در بسیار جائے بکار آمد۔ خاک بر آں بزرگ خوش باد ؂

حکایت

در عہد دولتِ آل عبّاس رضی اللہ عنہم خواجگان شگرف خاستند وحال برامکہ خود معروف ومشہور است کہ صلات وبخشش ایشاں برچہ درجہ ومرتبہ بودہ است۔ امّا حسن سہل ذوالریاستین وفضل برادرش کہ از آسمان درگذشتند تا بدرجہ کہ مامون دختر فضل را خطبت کرد و بخواست وآں دخترے بود کہ در جمال کمال بود ودر فضل بے مثال و قرار برآں بود کہ مامون بخانۂ عروس رود ویک ماہ آنجا قیام کند۔ بعد از یکماہ بخانۂ خویش باز آید با عروس۔ ایں روز کہ نوبت رفتن بود چنانکہ رسم است خواست کہ جامۂ بہتر پوشد و مامون پیوستہ سیاہ پوشیدے وصردماں چناں گماں بردند کہ بداں ہمے پوشد کہ شعار عباسیاں سیاہ است تا یک روز یحیی اکثم سوال کرد کہ از چیست کہ امیر المومنین بر جامۂ سیاہ اقبال بیش مے فرماید۔ مامون با قاضی امام گفت کہ سیاہ جامۂ مردان و زندگان است کہ ہیچ زنے را با جامۂ سیاہ عروس نکنند و ہیچ مردہ

رایا جامۂ سیاہ بگورنہ کنند۔ یحییٰ ازیں جوابہا تعجب کرد۔ پس ماموں آں روز جامہ ہا نہا عرض کردن خواست۔ وازاں ہزار قبائے اطلس معدنی و ملکی و طمیم؟ ونسیج ومُمزّج ومقراضی واکسون، ہیچ نہ پسندید وہم سیاہے درپوشید و برنشست و روئے بخانۂ عروس نہاد وآں روز فضل سرائے خویش بیارا ستہ بود بر سبیلے کہ بزرگاں حیران بماندند۔ چنداں نفائس جمع کردہ بود کہ انفاس از شرح وصفت آں قاصر بودند۔ ماموں چوں بدر سرائے رسیدہ پردۂ دید آویختۂ خرّم تر از بہار چین ونفیس تر از شعار دین نقش او و در دل ہمے آویخت ورنگ او بجان ہمے آمیخت۔ روئے بہ ندما کردہ گفت ازاں ہزار قبا ہر کدام کہ اختیار کردمے اینجا رسوا گشتمے الحمد للّٰہ شکراً کہ بریں سیاہ اختصار افتاد و از جملۂ تکلّف کہ فضل آں روز کردہ بود یکے آں بود کہ چوں ماموں بمیان سرائے رسید طبقے پُر کردہ بود از موم بہ ہیئت مروارید گرد و ہر یکے چوں فندقے و در ہر یکے پارہ کاغذ نام دیہے بر نوشتہ در پائے ماموں ریخت و از مردم ماموں ہر کہ ازاں موم بیافت قبالۂ آں دیہ یدو فرستاد۔ وچوں ماموں بہ بیت العروس بیامد خانۂ دید مجصّص و منقش ابزار چینی زدہ۔ خرم تر از مشرق در وقت دمیدنِ صبح و خوشتر از بوستان بگاہ رسیدنِ گل و خانہ داری حصیر از شوشۂ زرکشیدہ افگندہ و بدر ولعل و پیروزہ ترصیع کردہ وہم بر آں مثال شش بالشے نہادہ و نگارے در صدر او نشستہ از عمر و زندگانی شیریں تر و از صحت و جوانی خوشتر قامتے کہ سرو غاتفرید و بندہ لوشتے یا عارضے کہ شمس الانوار او را خداوند خواندے، موئے او رشک مشک و عنبر بود و چشم او حسد جزع و عبہر ہیچو سروے بہ پائے خاست و بخرامید و پیش ماموں باز آمد

وخدمتے نیکو بکرد و عذرے گرم بخواست و دستِ ماموں بگرفت و بیاورد و در صدر بنشاند و پیش او بخدمت بایستاده۔ ماموں او را بنشستن فرمود بعد و ناگاہ در آمد و سر در پیش آورد و چشم بر بساط افگند۔ ماموں که الا گشت دل در باختہ بود جان بر سر دل نہاد دست دراز کرد و از خلالِ قبا ہژدہ دانۂ مروارید بر کشید، ہر یکے چند بیضۂ عصفوری از کواکبِ آسمان روشن تر و از دندانِ خوب رویان آبدار تر و از کیوان و مشتری مدوّر تر بلکہ منوّر تر نثار کرد۔ بر روئے آں بساط بحرکت آمدند و از استواء بساط و ندویر دُرر حرکات متواتر گشت و سکون را مجال نماند دختر بداں جوہر التفات نکرد و سر از پیش بر نیاورد ماموں مشتوق تر گشت و دست بیازید و در انبساط باز کرد تا مگر معانقہ کند عارضۂ شرم استیلاء گرفت و آں نازنین چناں منفعل شد که حالتے که بر زناں مخصوص است واقع شد و اثر شرم و خجالت بر صفحات و جناتِ او ظاہر گشت بر فور گفت یا امیر المؤمنین اَتیٰ اَمرُ اللّٰہِ فَلا تَستَعجِلُوہُ ماموں دست باز کشید و خواست که او را غشی افتد از غایتِ فصاحت ایں آیت و لطف بکار بردنِ او در ایں واقعۂ نیز از وے چشم بر نتوانست داشت و ہژدہ روز از اں خانہ بیروں نیامد و بہیچ کار مشغول نہ شد، الا بدو کار فضل بالا گرفت و رسید بد انجا که رسید۔

حکایت

آما در روزگار ما ہم از خلفائے بنی عباس ابن المستظہر المسترشد باللہ امیر المؤمنین طَیَّبَ اللّٰہُ تُربَتَہٗ وَرَفَعَ فِی الجِنَانِ رُتبَتَہٗ از شہر

بغداد خروج کرد با لشکرے آراستہ و تجملے پیراستہ و خزینۂ بیشمار وسلاحے بسیار متوجہاً الی خراسان، بسبب استزادتے کہ از سلطان عالم سنجر داشت و آں صناعت اصحاب اغراض بود و تمویہ و تزویر اہل شر کہ بدانجا رسانیدہ بودند۔ چوں بکرمانشاہان رسید روز آدینہ خطبہ کرد کہ در فصاحت از ذروۂ اوجِ آفتاب درگذشتہ بود و بمنتہائے عرش و علیین رسیدہ در اثنائے ایں خطبہ از بس دل تنگی و غایت نا امیدی شکایتے کرد از آلِ سلجوق کہ فصحائے عرب و بلغائے عجم انصاف بدادند کہ بعد از صحابۂ نبی رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ تلامذۂ نقطۂ نبوت بودند و شارح کلمات جوامع الکلم ہیچکس فصلے بدیں جزالت و فصالت نظم نداده بود فقال امیر المومنین المسترشد باللہ فوضنا امورنا الی آلِ سلجوق فبرزوا علینا فطال علیہم الامد فقست قلوبہم و کثیر منہم فاسقون میگوید کارہائے خویش با آلِ سلجوق باز گذاشتیم پس برما بیرون آمدند و روزگار بر ایشاں برآمد و سیاه و سخت شد دلہائے ایشاں و از ایشاں بیشتر فاسقانند۔ یعنی گردن کشیدند از فرمانہائے ما در دین و مسلمانی ؂

حکایت

گورخان خطائی بدر سمرقند با سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ مصاف کرد و لشکر اسلام را چناں چشم زخمے افتاد کہ نتواں گفت و ماوراء النہر او را مسلم شد۔ بعد از کشتن امام مشرق حسام الدین انار اللہ برہانہٗ و سقے علیہ رضوانہٗ پس گورخان بخارا را بہ آتگین داد پسر امیر

بیابانی - برادرزادۂ خوارزمشاه اتسز و در وقتِ بازگشتن او را بخواجۂ امام تاج الاسلام احمد بن عبد العزیز سپرد که امام بخارا بود و پسر برهان تا هر چه کند با شارتِ او کند و بے امرِ او هیچ کارے نکند و هیچ حرکت بے حضور او نه کند و گورخان بازگشت و به برسخان باز رفت و عدل او را اندازہ نبود و نفاذ امر او را حدّے نه و الحق حقیقت پادشاهی ایں دو چیز بیش نیست - التگین چوں میداں تنها یافت دستِ تظلم بُرده از بخارا استخراج کردن گرفت - بخاریاں تنے چند بوفد سوے برسخان رفتند و تظلم کردند - گورخان چوں بشنید نامۂ نوشت سوے التگین بر طریق اهل اسلام بسم الله الرحمن الرحیم التگین بداند که میان ما اگرچه مسافت دُور است - رضا و سخطِ ما بدو نزدیک است التگین آں کند که احمد فرماید و احمد آں فرماید که محمدؐ فرموده است و السلام - بارها ایں نامه رفته است و ایں تفکر کرده ایم - هزار مجلد شرح ایں نامه است بلکه زیادت و نُکتش بغایت هویدا و روشن است و محتاج شرح نیست و من مثل ایں کم دیده ام ؎

حکایت

غایت فصاحت قرآن ایجاز لفظ و اعجاز معنی است و هرچه فصحا و بلغا را امثال ایں تضمین افتاده است تا بدرجه البیت که دهشت هیچ آرد و ناقل و بالغ از حال خویش بے بگردد - و آں دلیلے واضح است که حجتے قاطع برآنکه ایں کلام از مجاری نفس هیچ مخلوقے نرفته است و از هیچ کام و زبانے حادث نشده است و رقم قدم بر ناصیۂ اشارات و عبارات او مثبت است - آورده که یکے از اهل اسلام پیش لبید بن مغیره

ایں آیت ہمے خواند قیل یا ارضُ ابلعی ماءکِ و یا سماءُ اقلعی و غیضَ الماءُ و قُضِیَ الامرُ و استوت علی الجودی۔ فقال الولید بن المغیرۃ واللہ اِنّ علیہ لطلاوۃً و انّ لہ لحلاوۃً و انّ اعلاہ لمثمرٌ و انّ اسفلہ لمغدقٌ و ما ھو قول البشر چوں دشمناں در فصاحتِ قرآن و اعجازِ او در میادینِ انصاف بدیں مقام رسیدند و دوستاں بنگر تا خود بکجا رسند والسلام

حکایت

پیش ازیں در میان ملوک عصر و جبابرۂ روزگار پیش چوں پیشدادیاں و کیاں و اکاسرہ و خلفاء رسمے بودہ است کہ مفاخرت و مبارزت بعدل و فضل کردندے و ہر سو رسولے کہ فرستادندے از حِکَم و رموز و لُغز مسائل با او ہمراہ کردندے و دریں حالت بادشاہ محتاج شدے بارباب عقل و تمیز و اصحاب رائے و تدبیر و چند مجلس دراں نشستندے و برخاستندے تا آنگاہ کہ آں جوابہا بریک وجہ قرار گرفتے۔ و آں لُغز و رموز ظاہر و ہویدا شدے آنگاہ رسول را گسیل کردندے و ایں ترتیب برجائے بودہ است تا بروزگار سلطان عادل یمین الدولۃ والدین محمود بن سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ و بعد از و چوں سلجوقیاں آمدند و ایشاں مردماں بیاباں نشین بودند و از مجاری احوال و معانی آثار ملوک بے خبر بیشتر از رسوم پادشاہی بروزگار ایشاں مندرس شد و بسے از ضروریات ملک منطمس گشت، یکے ازاں دیوان برید است، باقی بریں قیاس تواں کردن۔ آوردہ اند کہ سلطان یمین الدولۃ محمود رحمۃ اللہ علیہ روزے رسولے فرستادو

بماوراء النہر بنزدیک بغراخان ودرنامۂ کہ تحریر افتادہ بود تقریر کردہ ایں فصل کہ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ وارباب حقایق واصحاب دقایق براں قرار دادہ اند کہ ایں تقیہ از جہل مے فرماید کہ، ہیچ نقصانے ارواح انسان را از نقص جہل بتر نیست و از نقص نادانی یا زپس تر نہ وکلام ناآفریدہ گواہی ہمے دہد بر صحت ایں قضیت ودرستی ایں خبر وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ پس ہمے خواہیم کہ ائمۂ ولایت ماوراء النہر و علمائے زمین مشرق وافاضل حضرت خاقان از ضروریات ایں قدر خبر دہند کہ نبوت چیست؟ ولایت چیست؟ دین چیست۔ اسلام چیست۔ ایمان چیست۔ احسان چیست۔ تقویٰ چیست؟ امر معروف چیست۔ نہی منکر چیست صراط چیست؟ میزان چیست؟ رحم چیست۔ شفقت چیست؟ عدل چیست۔ فضل چیست؟ چوں ایں نامۂ بحضرت بغراخان رسید وبر مضمون ومکنون او وقوف یافت۔ ائمۂ ماوراء النہر را از دیار و بلاد باز خواند ودریں معنی بایشاں مشورت کرد وچند کس از کبار وعظام ائمہ ماوراء النہر قبول کردند کہ ہر یک دریں باب کتابے کنند ودر انشاء سخن ومتن کتاب جواب آں کلمات درج کنند، ودریں چہار ماہ زماں خواستند وایں مہلت بانواع مضر ہمے بود۔ چہ از ہمہ قوی تر اخراجات خزینہ بود ودر اخراجات رسولاں وپیکاں وتعہد ائمہ تا محمد بن عبدہ الکاتب کہ دبیر بغراخاں بود ودر علم تعمقے ودر فضل تنوقے داشت ودر نظم ونثر تبحرے واز فضلاء و بلغاء اسلام یکے او بود۔ گفت من ایں سوالات را در دو کلمہ جواب کنم چنانکہ افاضل اسلام واماثل مشرق چوں بینند در محل رضا ومقرر پسند

افتد۔ پس قلم برگرفت و در پایان مسائل بر طریق فتوے بنوشت۔ کہ قَالَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اَلتَّعظِیمُ لِاَمرِ اللّٰہِ وَ الشَّفقَۃُ علےٰ خَلقِ اللّٰہِ ہمہ آئمۂ ماوراء النہر انگشت بدنداں گرفتند و شگفتیہا نمودند و گفتند۔ اینست جوابے کامل واین آیت لفظے شامل وخاقان عظیم برافروخت کہ بدبیر کفایت شد و بائمہ حاجت نیفتاد و چوں بغزنین رسید ہمہ بپسندیدند پس ازیں مقدمات نتیجہ آں ہمے آید کہ دبیر عاقل و فاضل، ہمیں جملے است از تجمّل پادشاہ و ہمیں رفعتے است از ترفیع پادشاہی۔ پس بدیں حکایت ایں مقالہ راختم کنیم۔ وَالسَّلام ؛

مقالۂ دوم

در ماہیت علم شعر و صلاحیت شاعر

شاعری صناعتے است کہ شاعر بداں صناعت اتّساق مقدّمات موہمہ کند و التیام قیاسات منتجہ بر آں وجہ کہ معنی خرد را بزرگ گرداند و معنی بزرگ را خرد و نیکو را در خلعت زشت باز نماید و زشت را در صورت نیکو جلوہ کند و بایہام قوتہائے غضبانی و شہوانی را برانگیزد تا بداں ایہام طباع را انقباضے و انبساطے بُود۔ و امورِ عظام را در نظام عالم سبب شود چنانکہ آوردہ اند:۔

حکایت

احمد بن عبد اللہ الخجستانی را پرسیدند کہ تو مردے خربندہ بودی، با امیری خراسان چوں افتادی گفت بیاد غیس در خجستان روزے دیوان حنظلۂ بادغیسی ہمے خواندم، بدیں دو بیت رسیدم

مہتری گر بکام شیر در است ۔۔۔ شو خطر کن زکام شیر بجوے

یا بزرگی و عزّ و نعمت و جاہ ۔۔۔ یا چو مردانت مرگ رویا روے

داعیۂ در باطن من پدید آمد۔ کہ بہیچ وجہ در آں حالت کہ اندر بودم راضی نتوانستم بود خراں را بفروختم و اسپ خریدم و از وطن خویش رحلت کردم و بخدمت علی بن اللیث شدم برادر یعقوب بن اللیث و عمرو بن

اللّیث و یاز دولتِ صفّاریاں در ذروۂ اوجِ علیین پرواز ہمے کرد و علی برادرِ کہین بود۔ و یعقوب و عمرو را برا و اقبالے تمام بود۔ و چوں یعقوب از خراسان بغزنین شد از راہِ جبال۔ علی بن اللّیث مرا از رباطِ سنگین باز گردانید و بخراسان بشحنگیٔ اقطاعات فرمود و من ازاں لشکر سوارے صد بر راہ کردہ بودم و سوارے بیست از خود داشتم و از اقطاعاتِ علی بن اللّیث یکے کُروخ ہری بود و دوم خوافِ نشاپور۔ چوں بکروخ رسیدم فرمان عرضہ کردم آنچہ بمن رسید تفرقۂ لشکر کردم و بہ لشکر دادم ۔ سوارِ من سی صد شد۔ چوں بخواف رسیدم و فرمان عرضہ کردم خواجگانِ خواف تمکین نہ کردند و گفتند ما را شحنۂ باید بادہ تن رائے من برآں جملہ گرفت کہ دست از طاعتِ صفاریاں باز داشتم و خواف را غارت کردم و بروستائی بُشت بیروں شدم بہ بیہق در آمدم ، دو ہزار سوار برمن جمع شد بیامدم و نشاپور بگرفتم و کار من بالا گرفت و ترقی ہمے کرد تا جملۂ خراسان خویشتن را مستخلص گردانیدم ۔ اصل و سببِ ایں دو بیت شعر بود۔ و سلامی اندر تاریخ خویش ہمے آرد کہ کارِ احمد بن عبد اللّٰہ بدرجۂ رسید کہ بہ نیشاپور یک شب سی صد ہزار دینار و پانصد سر اسب و ہزار تا جامۂ بہ بخشید و امروز در تاریخ از ملوکِ قاہرہ یکے اُوست۔ اصل آں دو بیت شعر بود و در عرب و عجم امثال ایں بسیار است ۔ اما بریں یکے اختصار کردیم ۔

پس بادشاہ را از شاعرِ نیک چارہ نیست کہ بقائے اسم اُو را ترتیب کند و ذکرِ اُو در دواوین و دفاتر مثبت گرداند، زیرا کہ چوں پادشاہ بامرے کہ ناگزیر است مامور شود از لشکر و گنج و خزینۂ او آثار نماند، و نام اُو بسببِ شعر شاعراں جاوید بماند شریف مجلدی گرگانی گوید۔

ازاں چنداں نعیم زایں جہانی | کہ ماند از آلِ ساسان آلِ سامان
ثنائے رودکی ماندست و مدحت | نوائے باربد ماندست و دستان

واسامیٔ ملوکِ عصر و ساداتِ زمان بنظم رائع و شعر شائع ایں جماعت باقی است چنانکہ اسامیٔ آلِ سامان باستاد ابو عبداللہ جعفر بن محمد الرودکی و ابو العباس الربنجنی و ابو المثل البخاری و ابو اسحٰق جویباری و ابو الحسن آغجی و طحاوی و خبازی نشاپوری و ابو الحسن الکسائی۔ اما اسامیٔ ملوک آلِ ناصر الدین باقی ماند بامثالِ عنصری و عسجدی و فرخی و بہرامی و زینتی و بزرجمہر وائنی و مظفری و منشوری و منوچہری و مسعودی و قصارامی و ابو حنیفہ اسکاف و راشدی و ابو الفرج رونی و مسعودِ سعد سلمان و محمد ناصر و شاہ بورجا و احمدِ خلف و عثمان مختاری و مجدود السنائی، امّا اسامیٔ آلِ خاقان باقی ماند بلؤلؤی و گلابی و نجیبی فرغانی و عمعق بخاری و رشیدی سمرقندی و نجار ساغرجی و علی بانیدی و پسر درغوش و علی سپہری و جوہری و سغدی و پسر تیشہ و علی شطرنجی۔ امّا اسامی آلِ بویہ باقی ماند بفرخی گرگانی و لامعی و دہستانی و جعفر ہمدانی و فیروز فخری و برہانی و امیر معزی و ابو المعالی رازی و عمیّد کمالی و شہابی امّا اسامیٔ ملوکِ طبرستان باقی ماند بقمری گرگانی و رافعی نشاپوری و کفائی گنجہ و کوسہ فالی و پور کلہ۔ و اسامیٔ ملوکِ غور آلِ شنسب خلد اللہ ملکہم باقی ماند بابو القاسم رفیعی و ابو بکر جوہری و کمترین بندگان نظامی عروضی و علی صوفی۔ دیوان ایں جماعت ناطق است بکمال و جمال و آلت و عدت و عدل و بذل و اصل و فضل و رائے و تدبیر و تائید و تاثیر ایں پادشاہانِ ماضیہ و ایں مہترانِ خالیہ نور اللہ مضاجعہم و وسع علیہم

مواعظهم بسا مهتران که نعمت پادشاهان خوردند و بخششهاے گران کردند و بریں شعراے مغلق سپردند که امروز از ایشان آثار نیست واز خدم و حشم ایشان دیار نه و بسا کوشکهائے منقش و باغهاے دلکش که بنا کردند و ببار استند که امروز با زمیں هموار گشته است و با مفازات وادیه برابر شده (مصنف گوید)

یسا کاخا که محمودش بنا کرد ۔ که از رفعت همے با مه مرا کرد
نه بینی زاں همه یک خشت بر پائے ۔ مدیح عنصری ماندست بر جائے

وخداوند عالم علاؤ الدنیا والدین ابو علی الحسین بن الحسین اختیار امیر المومنین که زندگانیش دراز باد و چتر دولتش منصور۔ بکیں خواستن آں دو ملک شهریار شهید و ملک حمید بغزنیں رفت وسلطان بهرام شاه از پیش اُو برفت و بر درهٔ آں دو شهید که استخفافها کرده بودند و گزافها گفته شهر غزنیں را غارت فرمود و عمارات محمودی و مسعودی و ابراهیمی خراب کرد و مدایح ایشان بزر همے خرید و در خزینه همے نهاد۔ کس را زهرهٔ آں نبودے که دراں لشکر یا دراں شهر ایشاں را سلطان خواند و پادشاه خود از شاهنامه برمے خواند آنچه ابو القاسم فردوسی گفته بود ۔

چو کودک لب از شیر مادر بشست ۔ ز گهوارهٔ "محمود" گوید نخست
بتن ژنده پیل و بجاں جبرائیل ۔ بکف ابر بهمن بدل رود نیل
جهاندار محمود شاهِ بزرگ ۔ بآبشخور آرد همے میش و گرگ

همه خداوندانِ خرد دانند که اینجا حشمت محمود نمانده بود حرمت فردوسی بود و نظمِ او اگر سلطان محمود دانسته بودے همانا که آں آزاد مرد را محروم و مایوس نگذاشتے ۔

فصل

در چگونگی شاعر و شعرِ اُو

امّا شاعر باید که سلیم الفطرت عظیم الفکرت صحیح الطبع جید الرّویہ دقیق النظر باشد در انواعِ علوم متنوع باشد و در اطراف رسوم مستطرف زیرا کہ چنانکہ شعر در ہر علمے بکار ہمے شود، ہر علمے در شعر بکار ہمے شود و شاعر باید کہ در مجلس محاورت خوشگوے بود و در مجلس معاشرت خوش روئے و باید کہ شعر او بداں درجہ رسیدہ باشد کہ در صحیفۂ روزگار مسطور باشد و بر السنۂ احرار مقرو بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند کہ حظِّ اوفر و قسم افضل از شعر بقاے اسم است ۔ تا مسطور و مقروء نباشد این معنی بحاصل نیاید و چوں شعر بدیں درجہ نباشد تاثیر اُو را اثر نبود و بپیش از خداوند خود بمیرد ۔ و چوں او را در بقاے خویش اثرے نیست در بقاے اسم دیگرے چہ اثر باشد ۔ اما شاعر بدیں درجہ نرسد الاّ کہ در عنفوانِ شباب و در روزگارِ جوانی بیست ہزار بیت از اشعار متقدمان یاد گیرد و دو ہزار کلمہ از آثارِ متاخراں پیش چشم کند و پیوستہ دواوین استادان ہمے خواند و یاد ہمے گیرد کہ در آمد و بیروں شد ایشاں از مضایق و دقایق سخن برچہ وجہ بودہ است تا طرق و انواع شعر در طبع او مرتسم شود و عیب و ہنرِ شعر بر صحیفۂ خرد او منقش گردد تا سخنش روئے در ترقی دارد و طبعش بجانب عُلو میل کند ۔ ہر کرا طبع در نظم شعر راسخ شد و سخنش ہموار گشت روئے بعلم شعر آرد

وعروض بخواند و گردن نصابیف استاد ابوالحسن السرخسی البهرامی گردد۔ چوں غایۃ العروضیین وکنز القافیہ و نقد الفاظ و سرقات و تراجسم و انواع علوم بخواند بر استادے کہ آں داند تا نام استادے را سزاوار شود و اسم او در صحیفۂ روزگار پدید آید۔ چنانکہ اسامیٔ دیگر استاداں کہ تا مہاے ایشاں یاد کردیم۔ تا آنچہ از مخدوم و ممدوح بستاند۔ حق آں تبواند گزارد در بقاے اسم و امّا بر پادشاہ واجب است کہ چنیں شاعر را تربیت کند تا در خدمت او پدیدار آید و نام او از مدحت او ہویدا شود۔ اما اگر ازیں درجہ کم باشد نشاید و سیم عنائع کردن و بشعر او التفات نمودن خاصہ کہ پیر بود و دریں باب تفحص کردہ ام در کلّ عالم از شاعر پیر بدتر نیافتہ ام و ہیچ سیم ضائع تر ازآں نیست کہ بوے دہند ناجوانمردے کہ بہ پنجاہ سال ندانستہ باشد کہ آنچہ من ہمے گویم بد است کے بخواہد دانستن۔ امّا اگر جوانے بود کہ طبع راست دارد اگرچہ شعرش نیک نباشد امّید بود کہ نیک شود و در شریعتِ آزادگی تربیت او واجب باشد و تعہّدِ او فریضہ و تفقّد او لازم۔ امّا در خدمتِ پادشاہ ہیچ بہتر از بدیہہ گفتن نیست کہ بہ بدیہہ طبعِ پادشاہ خرم شود و مجسہا برافروزد و شاعر بمقصود رسد۔ و آں اقبال کہ رودکی از آلِ سامان دید بہ بدیہہ گفتن و زود شعری کس ندیدہ است ۰

حکایت

چنیں آوردند کہ نصر بن احمد کہ واسطۂ عقد آلِ سامان بود و اوج دولت آں خاندان ایامِ ملک او بود و اسبابِ تمتع و عللِ ترفع در غایتِ ساختگی

بود۔ خزائن آراستہ و لشکر جرّار و بندگان فرمانبردار۔ زمستان بدار الملک بخارا اقام کردے و تابستان بسمرقند رفتے یا بشہرے از شہر ہائے خراسان، مگر یک سال نوبت ہری بود بفصلِ بہار بباد غیس بود کہ بادغیس خرم ترین چراخوار ہائے خراسان و عراق است قریب ہزار ناؤ ہست پر آب و علف کہ ہر یکے لشکرے را تمام باشد چوں ستوراں بہار نیکو بخوردند و تن و توشِ خویش بازرسیدند و شائستہ میدان و حرب شدند نصر بن احمد روئے بہری نہاد و بدر شہر بمرغِ سپید فرود آمد و لشکرگاہ بزد و بہار گاہ بود و شمال رواں شد و میوہ ہائے مالن و کروخ در رسید کہ امثال آں در بسیار جائیہا بدست نشود و اگر شود بداں ارزانی نباشد آنجا لشکر برآسود و ہوا خوش بود و باد سرد و نان فراخ و میوہ ہا بسیار و مشمومات فراواں و لشکرے از بہار و تابستان برخورداری تمام یافتند از عمرِ خویش و چوں مہرگان در آمد و عصیر در رسید و شاہ سپرم و حماحم و اُقحوان در دم شد انصاف از نعیم جوانی بستدند و داد ز عنفوانِ شباب بدادند۔ مہرگان دیر درکشید و سرما قوّت نہ کرد و انگور در غایت شیرینی رسید۔ و در سوادِ ہری صد و بیست لونِ انگور یافتہ شود ہر یک از دیگرے لطیف تر و از آں دو نوع است کہ در ہیچ ناحیت از ربع مسکون یافتہ نشود۔ یکے پرنیاں و دوم کلنجری تنک پوست خُرد تکس بسیار آب گوئی کہ در و اجزاء ارضی نیست از کلنجری خوشۂ پنج من و ہر دانہ پنج درسنگ بیاید سیاہ چوں قیر و شیریں چوں شکر و از ش بسیار بتواں خورد بسبب مائیتے کہ در وست و انواع میوہ ہائے دیگر ہمہ خیار چوں امیر نصر بن احمد مہرگان و ثمرات او بدید عظیمش خوش

آمد۔ نرگس رسیدن گرفت کشمش بیفگندند در مالن ومنقی برگرفتند وآونگ بلستند و گنجینہ ہا پُر کردند امیر باں لشکر دو پارہ دبہ درآمد کہ اُوراغورہ و دروازہ خوانند سراہاے دیدند کہ یکے چوں بہشت اعلیٰ وہر یکے را باغے و بُستانے درپیش بر مہب شمال نہادہ زمستان آنجا مقام کردند واز جانب سجستان نارنج آوردن گرفتند و از جانب ماژندراں ترنج رسیدن گرفت زمستانے گذاشتند در غایت خوشی چوں بہار در آمد اسپان بباد غیس فرستادند۔ و لشکرگاہ بمالن بیان دو جوئے بردند و چوں تابستاں درآمد میوہا در رسید، امیر نصر بن احمد گفت تابستان کجا رویم کہ ازیں خوشتر مقام گاہ نہ باشد مہرگاں برویم و چوں مہرگاں درآمد گفت مہرگان ہری بخوریم و برویم ہمچنیں فصلے بہ فصل ہمے انداخت تا چہار سال بریں برآمد، زیرا کہ صمیم دولت سامانیاں بود و جہاں آباد و ملک بے خصم و لشکر فرمانبردار، روزگار مساعد و بخت موافق با ایں ہمہ ملول گشتند و آرزوے خانماں برخاست پادشاہ را ساکن دیدند، ہوائے ہری در سر او و عشق ہری در دل او۔ در اثنائے سخن ہری را بہ بہشت عدن مانند کردے۔ بلکہ بر بہشت ترجیح نہادے واز بہارِ چین زیادت آوردے دانستند کہ سر آں دارد کہ ایں تابستان نیز آنجا باشد۔ پس سرانِ لشکر و مہترانِ ملک بنزدیک اُستاد۔ ابو عبداللہ الرودکی رفتند واز ندمائے پادشاہ ہیچکس محتشم تر و مقبول القول تر ازو نبود۔ گفتند پنج ہزار دینار ترا خدمت کنیم اگر صنعتے بکنی کہ پادشاہ ازیں خاک حرکت کند کہ دلہائے ما از آرزوے فرزند ہمے برد و جانِ ما از اشتیاق بخارا

ہمے برآید۔ رودکی قبول کرد کہ نبض امیر بگرفتہ بود و مزاج اُو بشناختہ دانست کہ بہ نثر با اُو در نگیرد و روئے بنظم آورد و قصیدۂ بگفت و بوقتے کہ امیر صبوح کردہ بود در آمد و بجائے خویش بنشست و چوں مطرباں فرود اشتند اُو چنگ برگرفت و در پردۂ عشاق ایں قصیدہ آغاز کرد۔

بوئے جوئے مولیاں آید ہمے | یادِ یار مہرباں آید ہمے

پس فروتر شود و گوید۔

ریگ آموے و درشتی راہِ او | زیر پایم پرنیاں آید ہمے
آب جیحوں از نشاط روئے دوست | خنگ مارا تا میاں آید ہمے
اے بخارا شاد باش و دیر زی | میر زی تو شادماں آید ہمے
میر ماہست و بخارا آسماں | ماہ سوئے آسماں آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستاں | سرو سوئے بوستاں آید ہمے

چوں رودکی بدیں بیت رسید امیر چناں منفعل گشت کہ از تخت فرود آمد و بے موزہ پائے در رکابِ خنگ نوبتی آورد و روئے بہ بخارا نہاد۔ چنانکہ رانین و موزہ تا دو فرسنگ در پئے امیر بُردند بہ بردنہ و آنجا در پائے کرد و عناں تا بخارا ہیچ جائے باز نہ گرفت و رودکی آں پنج ہزار دینار مضاعف از لشکر بستد و شنیدم بسمرقند در سنہ اربع و خمسمائتہ از دہقان ابورجا احمد ابن عبد الصمد العابدی کہ گفت جدّ من ابورجا حکایت کرد کہ چوں دریں نوبت رودکی بسمرقند رسید چہار صد شتر زیر بُنہ او بود والحق آں بزرگ بدیں تجمّل ارزانی بود کہ ہنوز ایں قصیدہ را کس جواب نگفتہ است کہ مجال آں ندیدہ اند کہ ازیں مضایق آزاد توانند بیروں آمد و از عذاب گویاں

ولطیف طبعانِ عجم یکے امیر الشعراء معزّی بود کہ شعر اُو در طلاوت وطراوت بغایت است و در روانی و عذوبت بہ نہایت زین الملک ابو سعد ہندو بن محمد بن ہندو الاصفہانی از وے درخواست کرد کہ آں قصیدہ را جواب گوئی۔ گفت نتوانم الحاح کرد۔ چند بیت بگفت کہ یک بیت از آں بیتہا این است۔

رستم از مازندراں آید ہمے　　زین ملک از اصفہاں آید ہمے

ہمہ خردمنداں دانند کہ میانِ این سخن و آں سخن چہ تفاوت است و کہ نتواند گفتن بدیں عذبی کہ اُو در مدح ہمے گوید دریں قصیدہ۔

آفرین و مدح سود آید ہمے　　گر بگنج اندر زیاں آید ہمے

و اندریں بیت از محاسن ہفت صنعت است۔ اوّل مطابق۔ دوم متضاد۔ سوم مُردّف۔ چہارم بیان مساوات۔ پنجم عذوبت۔ ششم فصاحت ہفتم جزالت۔ و ہر اُستادے کہ اُو را در علم شعر تبحّرے است چوں اندکے تفکر کند داند کہ من دریں مصیبم۔ والسلام

حکایت

عشقے کہ سلطان یمین الدولہ محمود را بر ایاز ترک بودہ است معروف است و مشہور۔ آوردہ اند کہ سخت نیکوصورت نبود۔ لیکن سبز چہرۂ شیریں بودہ است۔ متناسب اعضا و خوش حرکات و خردمند و آہستہ و آداب مخلوق پرستی اُو را عظیم دست دادہ بودہ است و در آں بارہ از نادرات زمانۂ خویش بودہ است و ایں ہمہ اوصاف آنست کہ عشق را بعث کند و دوستی را برقرار دارد۔ و سلطان یمین الدولہ محمود مردے دیندار و متقی

بود و با عشقِ ایاز لب بار کشتی گرفتی تا از شارعِ شرع به منهاجِ حرمت
قدمے عدول نه کرد، شبے در مجلسِ عشرت بعد از آنکه شراب در او اثر کرده
بود و عشق در او عمل نموده بزلفِ ایاز نگریست عنبرے دید بر روے ماه
غلطان سنبلے دید بر چهرهٔ آفتاب پیچان حلقه حلقه چون زره بند بند چون
زنجیر در حلقهٔ هزار دل و در هر بندے صد هزار جان عشق عنانِ خویشتن
داری از دستِ صبرِ او بربود و عاشق وار در خود کشید محتسبِ امانت
و صدق قفا سر از گریبانِ شرع بر آورد و در برابرِ سلطان یمین الدوله
بایستاد و گفت هان محمود عشق را با فسق میامیز و حق را با باطل ممزوج
مکن که بدین زلّت ولایتِ عشق بر تو بشورد و چون پدرِ خویش از بهشت بیفتی
و بشائے دنیاے فسق در مانی سمعِ اقبالش در غایتِ شنوائی بود این
قضیهٔ مسموع افتاد ترسید که سپاهِ صبرِ او با لشکرِ زلفین ایاز بر نیاید
کارد بر کشید و بدستِ ایاز داد که بگیر و زلفینِ خویش را ببر۔ ایاز خدمت
کرد و کارد از دستِ او بستد و گفت از کجا ببرم گفت از نیمهٔ ایاز
زلف دوتو کرده تقدیر بگرفت و فرمان بجاے آورد و هر دو سر زلف
خویش را پیش محمود نهاد۔ گویند آن فرمانبرداری عشق را سبب دیگر
شد۔ محمود زر و جواهر خواست و افزون از رسمِ معهود و عادت ایاز را
بخشش کرد و از غایتِ مستی در خواب رفت و چون نسیمِ سحرگاهی بر وے بوزید بر
تختِ پادشاهی از خواب در آمد۔ آنچه کرده بود به یادش آمد، ایاز را
بخواند آن زلفین بریده بدید۔ سپاهِ پشیمانی بر دل او تاختن آورد و خمارِ
عربده بر دماغِ او مستولی گشت مے خفت و مے خاست و از مقربان و مرتبان
کس را زهرهٔ آن نبود که بپرسیدے که سبب چیست؟ تا آخر حاجب علی

قریب که حاجب بزرگ او بود روئے بعنصری کرد و گفت پیش سلطان در شو و خویشتن بدو نمائے و طریقے بکن که سلطان خوش طبع گردد۔ عنصری فرمان حاجب بزرگ بجائے آورد و در پیش سلطان شد و خدمت کرد۔ سلطان یمین الدوله سر برآورد و گفت اے عنصری ایں ساعت از تو مے اندیشیدم مے بینی که چه افتاده است ما را دریں معنی چیزے بگو که لائق حال باشد عنصری خدمت کرد و بر بدیهه گفت۔

کے عیب سر زلف بت از کاستن است | چه جائے بغم نشستن و خاستن است
جائے طرب و نشاط و مے خواستن است | کآراستن سرو ز پیراستن است

سلطان یمین الدوله محمود را ایں دوبیتے بغایت خوش افتاد۔ فرمود تا جواہر بیاوردند و سه بار دہان او پر جواہر کرد و مطربان را پیش خواست و آں روز تا بشب بدیں دوبیتے شراب خوردند و آں داہیه بدیں دوبیتے از پیش او برخاست و عظیم خوش طبع گشت والسلام۔ اما بباید دانست که بدیهه گفتن رکن اعلیٰ است در شاعری و بر شاعر فریضه است که طبع خویش را بریاضت بداں درجه رساند که در بدیهه معانی انگیزد که سیم از خزینه به بدیهه بیروں آید و پادشاه را حسب حال بطبع آرد و ایں همه از بهر مراعات دل مخدوم و طبع ممدوح مے باید و شعرا ہرچه یافته اند از صلات معظم به بدیهه و حسب حال یافته اند٭

حکایت

فرخی از سیستان بود۔ پسر جولوغ۔ غلام امیر خلف بانو۔ طبعے بغایت نیکو داشت و شعر خوش گفتے و چنگ تر زدے و خدمت دہقانے کردے

از دہاقین سیستان و این دہقان اورا ہر سال دو بیست کیل پنج منی غلہ دادے و صد درم سیم نوحی۔ اورا تمام بودے اما زنے خواست ہم از موالی خلف و خرجش بیشتر افتاد و دبہ و زنبیل درافزود فرخی بے برگ ماند و در سیستان کسے دیگر نبود مگر امراے ایشان فرخی قصہ بدہقان بر داشت کہ مرا خرج بیشتر شدہ است چہ شود کہ دہقان از آنجا کہ کرم اوست غلۂ من سی صد کیل کند و سیم صد پنجاہ درہم تا مگر با خرج من برابر شود، دہقان بر پشتِ قصہ توقیع کرد کہ این قدر از تو دریغ نیست و افزون ازین را روئے نیست۔ فرخی چوں بشنید مایوس گشت و از صادر و وارد استخبارے کرد کہ در اطراف و اکنافِ عالم نشان ممدوحے شنود تا روئے بدو آرد باشد کہ اصابتے باید تا شعر کردند اورا از امیر ابوالمظفر چغانی بچغانیاں کہ این نوع را تربیت میکند و این جماعت را صلہ و جائزۂ فاخرہ ہمے دہد و امروز از ملوکِ عصر و امراے وقت درین باب اورا یار نیست قصیدۂ بگفت و عزیمت آں جانب کرد۔

باکاروانِ حلہ برفتم ز سیستاں   باحلۂ تنیدہ ز دل بافتہ زجاں

الحق نیکو قصیدہ ایست و در وصفِ شعر کردہ است در غائت نیکوئی و مدح بے نظیر است پس برگے بساخت و روئے بچغانیاں نہاد و چوں بحضرت چغانیاں رسید بہار گاہ بود و امیر بداغگاہ و شنیدم کہ ہیجدہ ہزار مادیان زہی داشت۔ ہر یکے را کرہ در دنبال و ہر سال برفتے و کرگان داغ فرمودے و عمید اسعد کہ کدخداے امیر بود بحضرت بود و نزلے راست میکرد تا در پے امیر برد۔ فرخی نزدیک اورفت و اورا قصیدۂ خواند و شعر امیر بروعرضہ کرد خواجہ امیر اسعد مردے فاضل بود و شاعر دوست شعر فرخی را شعرے

وبدنثر وعذب خوش واستادانہ فرخی را سگزی دید بے اندام جبۂ پیش و پس چاک پوشیدہ دستارے بزرگ سگزی وار در سر و پائے و کفش بس ناخوش و شعرے در آسمان ہفتم، ہیچ باور نہ کرد کہ ایں شعر آں سگزی را شاید بود و بر سبیل امتحان گفت امیر بداغگاہ است و من ہمی روم پیش او و ترا با خود ببرم بداغگاہ کہ داغ گاہ عظیم خوش جائے است۔ جہانے در جہانے سبزہ بینی۔ پُر خیمہ و چراغ چوں ستارہ از ہر یکے آواز رودے آید و حریفاں در ہم نشستہ و شراب ہمے نوشند و عشرت ہمے کنند و بدرگاہ امیر آتشے افروختہ چند کوہی کرّہ گان را داغ ہمے کنند و پادشاہ شراب در دست و کمند در دستِ دیگر شراب میخورد و اسپ مے بخشد۔ قصیدہ گوئی لائق وقت و صفتِ داغگاہ کن ترا پیش امیر برم۔ فرخی آں شب برفت و قصیدہ پرداخت سخت نیکو و بامداد در پیشِ خواجہ عمید اسعد آورد و آں قصیدہ ایں است :۔

چوں پرند نیلگوں بر روئے پوشد مرغزار ‏— پرنیانِ ہفت رنگ اندر سر آرد کوہسار
خاک را چوں نافِ آہو مشک زاید بیقیاس — بید را چوں پرِ طوطی برگ روید بیشمار
دوش وقت صبحدم بوئے بہار آورد باد — حبذا باد شمال و خرما بوئے بہار
باد گوئی مشک سودہ دارد اندر آستین — باغ گوئی لعبتانِ جلوہ دارد در کنار
نسترن لولوئے بیضا دارد اندر مرسلہ — ارغواں لعل بدخشی دارد اندر گوشوار
تا بر آمد جامہائے سرخ مل بر شاخِ گل — پنجہائے دستِ مردم سر فرو کرد از چنار
باغ بوقلموں لباس و شاخ بوقلموں نمائے — آب مروارید گوں و ابر مروارید بار
راست پنداری کہ خلعتہائے رنگین یافتند — باغہائے پرنگار از داغگاہِ شہریار
داغگاہِ شہریار اکنوں چناں خرم بود — کاندر و از خرمی خیرہ بماند روزگار

سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر | خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار

هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست | هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار

سبزه‌ها با بانگ چنگ مطربانِ چرب دست | خیمه‌ها با بانگ نوش ساقیانِ میگسار

عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب | مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار

بر در پرده سرای خسرو پیروز بخت | از پئے داغ آتشے افروخته خورشیدوار

برکشیده آتشے چون مطرد دیبائے زرد | گرم چون طبع جوان و زرد چون زرِ عیار

داغها چون شاخهاے بسّد یاقوت رنگ | هر یکے چون ناردانه گشته اندر زیر نار

دیدگانِ خواب نادیده مصاف اندر مصاف | مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار

خسرو فرخ سیر بر بارهٔ دریا گذر | با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار

همچو زلف نیکوان خرد گیسو تاب خورده | همچو عهد دوستان سالخورده استوار

میرِ عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان | شادمان و شادخوار و کامران و کامگار

هر کرا اندر کمند شصت بازی درفگند | گشت نامش بر سرین و شانه و رویش نگار

هر چه زین سو داغ کرد از سوئے دیگر هدیه داد | شاعران را با لگام و زائران را با فسار

چون خواجه عمید اسعد این قصیده بشنید حیران فرو ماند که هرگز مثل آن بگوش او فرو نشده بود، جمله کارها فرو گذاشت و فرخی را بر نشاند و روئے بامیر نهاد و آفتاب زرد پیش امیر آمد و گفت- اے خداوند ترا شاعرے آورده ام که تا دقیقی روے در نقاب خاک کشیده است کس مثل ندیده است و حکایت کرد آنچه رفته بود- پس امیر فرخی را بار داد، چون در آمد خدمت کرد، امیر دست داد و جاے نیکو نامزد کرد- و بپرسید و بنواختش و بعاطفتِ خویش امیدوارش گردانید و چون شراب دورے چند درگذشت- فرخی برخاست و بآواز حزین و خوش

این قصیده بخواند که :-

با کاروانِ حلّه بر فتم زسیستاں

چوں تمام برخواند امیر شعر شناس بود و نیز شعر گفتے ازیں قصیدہ بسیار شگفتگیہا نمود۔ عمید اسعد گفت اے خداوند باش تا بہتر بینی پس فرّخی خاموش گشت و دم درکشید تا غایبت مستی امیر پس برخاست و آں قصیدۂ داغگاہ برخواند۔ امیر حیرت آورد۔ پس در آں حیرت روئے فرّخی آورد و گفت ہزار سر کرّہ آوردند ہمہ روئے سپید وچہار و پائے سپید گفت ختلی راہ تراست۔ تو مردے سگزی و عیّاری چنداںکہ بتوانی گرفت، بگیر ترا باشد۔ فرّخی را شراب تمام دریافتہ بود و اثر کردہ بیروں آمد و زود دستار از سر فرو گرفت خویشتن را درمیانِ فیلہ افگند و یک گلہ در پیش کرد و بداں روئے دشت بیروں برد و بسیار بر چپ و راست و از ہر طرف بدوانید کہ یکے نتوانست گرفت۔ آخر الامر رباطے ویران بر کنار لشکرگاہ پدید آمد کرّگان دراں رباط شدند، فرّخی بغایت ماندہ شدہ بود۔ در دہلیز رباط دستار زیر سر نہاد و حالی در خواب شد از غایبت مستی و ماندگی کرّگان را بشمردند چہل و دو سر بودند۔ رفتند و احوال با امیر گفتند امیر بسیار بخندید و شگفتیہا نمود و گفت مردے مقبل است کار او بالا گیرد۔ او را و کرّگان را نگاہ دارید۔ وچوں او بیدار شود مرا بیدار کنید۔ مثال پادشاہ را امتثال کردند۔ دیگر روز بطلوعِ آفتاب فرّخی برخاست و خود برخاستہ بود و نماز کردہ بار داد۔ فرّخی را بنواخت و آں کرّگان را بکسانِ او سپردند۔ و فرّخی را اسپ با ساخت خاصہ فرمود و دو خیمہ و

سہ استر و پنج سر بردہ و جامہ پوشیدنی و گستردنی ۔ کارِ فرخی در خدمت او عالی شد و تجملے تمام ساخت پس بخدمتِ سلطان یمین الدولہ محمود رفت و چوں سلطان محمود اورا تجمل دید۔ بہماں چشم درو نگریست و کارش بدانجا آمد کہ تابیست غلامِ سیمیں کمر از پس او برنشستندے۔ والسلام۔

حکایت

در سنہ عشر و خمسمایتہ پادشاہِ اسلام سنجر بن ملک شاہ اطال اللہ بقائہ دا دام الی المعالی ارتقائہ بحدِ طوس بدشتِ تروق بہار داد و دو ماہ آنجا مقام کرد و من از ہری بر سبیل انتجاع بداں حضرت پیوستم و نداشتم از برگ و تجمل ہیچ۔ قصیدۂ بگفتم و بنزدیکِ امیر الشعراء معزی رفتم و افتتاح ازو کردم و شعرِ من بدید و از چند نوع مرا بر سخت بمرادِ او آمدم۔ بزرگیہا فرمود و مہتر بہا واجب داشت۔ روزے پیش او از روزگار انتزادے ہمے نمودم و گلہ ہمے کردم۔ مرا دل داد و گفت تو دریں علم رنج بردہ و تمام حاصل کردہ۔ آنرا ہر آئنہ اثرے باشد و حالِ من ہمچنیں بود و ہرگز شعرے نیک ضائع نماندہ است۔ تو دریں صناعت حظے داری و سخت ہموار و عذاب و روسے در ترقی دارد، باش تا بینی کہ ازیں علم نیکوئیہا بینی۔ و اگر روزگار در ابتدا امضائے نمی نماید در ثانی الحال کار بمرادِ تو گردد و پدرِ من امیر الشعراء برہانی رحمۃ اللہ علیہ در اول دولت ملک شاہ بشہرِ قزوین از عالمِ فنا بعالمِ بقا تحویل کرد و در آں قطعہ کہ سخت معروف است مرا بسلطان ملک شاہ سپرد دریں بیت ؎

من رفتم و فرزندِ من آمد خلفِ صدق اورا بخدا و بخداوند سپردم

پس جامگی و اجرائے پدر بمن تحویل افتاد و شاعرِ ملک شاہ شدم و سالے در خدمت پادشاہ روزگار گذاشتم کہ جز وقتے از دور اُو را نتوانستم دیدن و از اجرا و جامگی یکمن و یکدینار نیافتم و خرج من زیادت شد و وام بگردنِ من در آمد و کار در سر من بپیچید و خواجۂ بزرگ نظام الملک رحمۃ اللہ در حقِ شعر اعتقاد نداشتے از آنکہ در معرفتِ او دست نداشت و از ائمہ و متصوفہ بہیچ کس نمے پرداخت روزیکہ فردا ے آں رمضان خواست بود و من از جملہ خرج رمضانے و عیدے دانگے نداشتم، و آں دلتنگی بنزدِ علاؤ الدولہ امیر علی فرامرز رفتم کہ پادشاہ زادہ بود و شعر دوست و ندیم خاص سلطان بود و دامادِ او حرمت تمام داشت و گستاخ بود و دراں دولت منصب بزرگ داشت و مرا تربیت کردے، گفتم زندگانی خداوند دراز باد۔ نہ ہر کارے کہ پدر بتواند کرد۔ پسر بتواند کرد یا آنچہ پدر را نیاید پسر را بباید، پدر من مردے جلد و سہم بود۔ و درین صناعت مرزوق و خداوند جہاں سلطان شہید الپ ارسلان را در حق او اعتقادے بودے، آنچہ ازو آمد از من ہیچ نیاید مرا حیاے متابع است و نازک طبعی با آں یار است یک سال خدمت کردم و ہزار دینار وام بر آوردم و دانگے نیافتم۔ دستوری خواہ بندہ را تا نیشاپور باز گردد و وام بگزارد و باآں باقی کہ بماند ہیے سازد و دولتِ قاہرہ را دعائے ہمے گوید، امیر علی گفت راست گفتی ہمہ تقصیر کردہ ایم بعد ازیں نکنیم۔ سلطان نماز شام بماہ دیدن بیروں آید، باید کہ آنجا حاضر باشی۔ تا روزگار چہ دست دہد۔ حالی صد دینارم فرمود تا برگِ رمضان سازم و بر فور مہرے بیاوردند صد دینار نیشاپوری و پیش من نہادند عظیم شاد ماتہ

پس جائی و اجرائے پدرِ من بتحویل افتاد و شاعرِ ملک شاه شدم و سالے در خدمت پادشاه روزگار گذاشتم که جز وقتے از دور او را نتوانستم دیدن و از اجرا و جائی یک من و یک دینار نیافتم و خرج من زیادت شد و وام بگردن من در آمد و کار در سر من بپیچید و خواجهٔ بزرگ نظام الملک رحمة الله در حق شعرا اعتقاد نداشتے از آنکه در معرفت او دست نداشت و از ائمه و متصوفه بهیچ کس نمے پرداخت۔ روزیکه فردائے آں رمضان خواست بود و من از جمله خرجِ رمضانے و عیدے دانگے نداشتم، و بآں دلتنگی بنزدِ علاؤ الدوله امیر علی فرامرز رفتم که پادشاه زاده بود و شعر دوست و ندیم خاص سلطان بود و دامادِ او حرمت تمام داشت و گستاخ بود و دراں دولت منصب بزرگ داشت و مرا تربیت کردے گفتم زندگانی خداوند دراز باد۔ نه هر کارے که پدر بتواند کرد۔ پسر بتواند کرد یا آنچه پدر را بباید پسر را بباید، پدر من مردے جلد و سهم بود۔ و درین صناعت مرزوق و خداوندِ جهاں سلطان شهید الپ ارسلان را در حق او اعتقادے بودے آنچه از و آمد از من همے نیاید مرا حیاے مانع است و نازکِ طبعی یا آں یار است یک سال خدمت کردم و هزار دینار بر آوردم، دانگے نیافتم دستوری خواه بنده را تا نیشاپور باز گردد و وام بگزارد و بآں باقی که بماند همے سازد و دولتِ قاهره را دعائے همے گوید، امیر علی گفت راست گفتی همه تقصیر کرده ایم بعد ازیں نکنیم۔ سلطان نماز شام بماه دیدن بیرون آید باید که آنجا حاضر باشی۔ تا روزگار چه دست دهد۔ حالی صد دینارم فرمود تا برگِ رمضان سازم و برفور مهرے بیاورد و صد دینار نیشاپوری و پیشِ من نهاد، عظیم شادمانه باز گشتم و برگِ رمضان بفرمودم و نماز

دیگر بدر سرا پردهٔ سلطان شدم قضا را علاؤالدوله همان ساعت در
رسید خدمت کردم گفت سره کردی و بوقت آمدی - پس فرود آمد و پیش
سلطان شد آفتاب زرد سلطان از سرا پرده بدر آمد - کمان کروهه
در دست علاؤالدوله بود راست این بدیدم و خدمت کردم، امیر علی
نیکو بتها پیوست و بماه دیدن مشغول شدند - و اوّل کسے که ماه دید
سلطان بود - عظیم شادمانه شد - علاءالدوله مرا گفت پسر برهانی درین
ماهِ نو چیزے بگوے من بر فور این دوبیتی گفتم ؎

اے ماه چو ابروانِ یاری گوئی　　یا نے چو کمانِ شهریاری گوئی
نعلے زده از زرِ عیاری گوئی　　در گوشِ سپهر گوشواری گوئی

چوں عرضه کردم امیر علی بسیار تحسین کرد سلطان گفت برو از
آخور هر کدام اسپ که خواهی بگشاے و درین حالت بر کنارِ آخور بودم امیر علی
اسپے نامزد کرد بیاوردند و بکسانِ من دادند از بدر سی صد دینار نیشاپوری
سلطان بمصلے رفت و من در خدمت نمازِ شام بگذاردیم و بخوان شدیم
برخوان امیر علی گفت پسر برهانی درین تشریفے که خداوند جهان فرمود، هیچ
نگفتی - حالی دوبیتی بگوے من بر پاے جستم و خدمت کردم و چنانکه
آمد حالی این دوبیتی بگفتم ؎

چوں آتشِ خاطرِ مرا شاه بدید　　از خاک مرا بر زبر ماه کشید
چوں آب یکے ترانه از من بشنید　　چوں باد یکے مرکبِ خاصم بخشید

چوں این دوبیتی ادا کردم، علاؤالدوله احسنتها کرد و بسبب
احسنتِ او سلطان مرا هزار دینار فرمود - علاؤالدوله گفت جامگی و اجراش
نرسیده است فردا بر دامن خواجه خواهم نشست تا جامگیش از خزانه

بفرمایدو ایراتش بر سپاہاں نویسد گفت مگر تو کنی کہ دیگراں را ایں حبست نیست واو را بہ لقب من بازخوانید و لقب سلطان معزّ الدنیا والدین بود امیر علی مرا خواجہ معزّی خواند سلطان گفت امیر معزّیؔ آں بزرگ بزرگ نسادہ چناں ساخت کہ دیگر روز نماز پیشین ہزار دینار بہ بخشیدہ وہزار و دو لیست دینار جائگی و برات نیز ہزار من غلّہ بمن رسیدہ بود و چوں ماہ رمضان بیروں شد مرا بمجلس خواند و با سلطان ندیم کرد و اقبالِ من روئے در ترقی نہاد و بعد ازاں پیوستہ تیمار من ہمے داشت و امروز ہر چہ دارم از عنایت آں پادشاہ زادہ دارم - ایزد تبارک و تعالے خاکِ اُورا بانوارِ رحمت خوش گرداناد بمنّہٖ وفضلہٖ ❊

حکایت

آلِ سلجوق ہمہ شعر دوست بودند امّا ہیچکس بشعر دوستی تر از طغانشاہ بن الپ ارسلان نبود - و محاورت و معاشرتِ او ہمہ باشعرا بود و ندیمانِ اُو ہمہ شعرا بودند - چوں امیر ابو عبداللہ قرشی و ابو بکر ازرقی و ابو منصور بابیہ سنائی وشجاعی نسوی و احمد بدیہی ، و حقیقی و نسیمی و اینہا مرتب خدمت بودند و آیندہ و روندہ بسیار بودند ہمہ از وے مرزوق و محظوظ -

مگر روزے امیر با احمد بدیہی نردے باخت و نرد دہ ہزاری بپایاں کشیدہ بود و امیر دو مہرہ در ششگاہ داشت و احمد بدیہی دو مہرہ در یک گاہ و ضرب امیر را بود - احتیاطہا کرد و بینداخت تا دو ششش زند ، دو یک برآمد عظیم تیرہ شد و از طبع برفت و جائے آں بود و آں غضب بدرجۂ کشید کہ ہر ساعت دست بہ تیغ میکرد و ندیماں

چوں برگ بر درخت ہمے لرزید ند کہ پادشاہ بود و کودک بود و مقمور بچناں زخمے۔ ابوبکر ارزقی برخاست و بنزدیک مطرباں شد و ایں دوبیتی باز خواند۔

(ارزقی گوید)

گر شاہ دو شش خواست و دو یک زخم افتاد   تا ظن نبری کہ کعبتین داد نداد
آں زخم کہ کرد رائے شاہنشہ یاد   در خدمتِ شاہ روئے برخاک نہاد

ابا منصور را یا یوسف در تسع وخمسمایتہ (۵۰۹ سنہ) کہ من بہرات افتادم مرا حکایت کرد کہ امیر طغانشاہ بدیں دو بیتی چناں بہ نشاط آمد و خوش طبع گشت کہ بر چشمہائے ارزقی بوسہ داد و زر خواست پانصد دینار و در دہانِ او میکرد تا یک دُرست ماندہ بود و بنشاط اندر آمد و بخشش کرد سبب آں ہمہ یک دوبیتی بود۔ ایزد تبارک تعالیٰ ہر دو رحمت کناد بمنہ و کرمہ ٭

حکایت

در شہور سنہ ۵۷۲ اثنتین وسبعین وخمسمایتہ (اربعمایتہ۔ صحیح) صاحب غرضے قصہ بسلطان ابراہیم برداشت کہ پسر او سیف الدولہ امیر محمود نیت آں دارد کہ بجانبِ عراق برود بخدمت ملک شاہ۔ سلطان را غیرت کرد و چناں ساخت کہ اُو را ناگاہ بگرفت و بہ لبست و بحصار فرستاد و ندیمانِ اُو را بند کرد و بحصارہا فرستاد۔ از جملہ یکے مسعود سعد سلمان بود و او را بوجیر ستان بقلعۂ نائی فرستادند۔ از قلعہ نائی دو بیتی بسلطان فرستاد۔

(مسعود سعد سلمان فرماید)

در بندِ تو اے شاہ ملکشہ باید   تا بندِ تو پائے تاجدارے شاید

آنکس کہ ز پشت سعد سلماں آید گر زہر شود ملک ترا نگزاید

این دو بیتی علی خاص بر سلطان برد۔ برو ہیچ اثرے نکرد و ارباب خرد و اصحاب انصاف دانند کہ حبسیاتِ مسعود در علو بچہ درجہ است و در فصاحت بچہ پایہ بود، وقت باشد کہ من از اشعارِ او ہمے خوانم موئے بر اندامِ من بر پائے خیزد و جائے آن بود کہ آب از چشمِ من برود۔ جملۂ این اشعار بر آن پادشاہ خواندند و بشنید کہ بر ہیچ موضع او گرم نشد و از دنیا برفت و آں آزاد مرد را در زنداں بگذاشت و مدت حبس او بسببِ قربت سیفِ الدولہ دوازدہ سال بود (و) در روزگارِ سلطان مسعود ابراہیم بسببِ قربت او ابو نصر پارسی را ہشت سال بود و چنداں قصائد غرر و نفائس درر کہ از طبع وقّادِ او زادہ، البتہ ہیچ مسموع نیفتاد۔ بعد از ہشت سال ثقۃ الملک طاہر علی مشکاں او را بیروں آورد۔ و جملہ آن آزاد مرد در دولتِ ایشاں ہمہ عمر در حبس بسر برد، و این بدنامی در آں خاندانِ بزرگ بماند و من بندہ اینجا متوقفم کہ این حال را بر چہ حمل کنم، بر ثباتِ رائے یا بر غفلتِ طبع یا بر قساوتِ قلب یا بر بددلی در جملہ ستودہ نیست و ندیدم ہیچ خردمند کہ آں دولت را برین حزم و احتیاط محمدت کرد۔ و از سلطان عالم غیاث الدّنیا و الدّین محمد بن ملک شاہ پدرِ ہمداں در واقعۂ امیر شہاب الدین قتلمش الپ غازی کہ داماد او بود بخواہر طیّب اللہ تربتہما و رفع فی الجنان رتبتہما شنیدم کہ خصم در حبس داشتن نشانِ بددلی است زیرا کہ از دو حال بیروں نیست، یا مصلح است یا مفسد۔ اگر مصلح است در حبس داشتن ظلم است و اگر مفسد است مفسد را زندہ گذاشتن ہم ظلم است،

در جملہ بر مسعود بسر آمد و آں بد نامی تا دامنِ قیامت بماند۔

حکایت

ملکِ خاقانیاں اندر روزگارِ سلطان خضر بن ابراہیم عظیم طراوتے داشت وشگرف سیاستے و ہیبتے کہ بیش ازاں نبود، او بادشاہ خردمند، عادل و ملک آرائے بود۔ ماوراء النہر و ترکستان اُو را مسلّم بود و از جانبِ خراسان اُو را فراغتے تمام و خویشی و دوستی و عہد و وثیقت برقرار و از جملہ تجمّلِ ملک او یکے آں بود کہ چوں برنشستے بجز دیگر سلاح ہفت صد گرز زرّیں و سیمیں پیشِ اسپ اُو بردندے و شاعر دوستِ عظیم بود استاد رشیدی۔ و امیر عمعق و نجیبی فرغانی و نجّار ساغرجی و علی بانیذی و پسر درغوش و پسر اسفرائینی و علی سپہری در خدمت او صلتہائے گراں یافتند و تشریفہائے شگرف ستدند و امیر عمعق امیر الشعراء بود و ازاں دولت حظّے تمام گرفتہ و تجمّلے قوی یافتہ چوں غلامانِ ترک و کنیزکانِ خوب و اسپانِ راہوار و ساختہائے زر و جامہائے فاخر و ناطق و صامت فراواں و در مجلسِ بادشاہ عظیم محترم بود بضرورت دیگر شعرا را خدمتِ اُو ہمے بایست کردن و از استاد رشیدی ہماں طمع میداشت کہ از دیگراں و وفا نمے شد۔ اگرچہ رشیدی جوان بود، امّا عالم بود، دراں صناعت ستّی زینب ممدوحۂ اُو بود و ہمگی حرمِ خضر خاں در فرمان اُو بود بنزدیک بادشاہ قربتے تمام داشتند۔ رشیدی را اُو بستودے۔ و تقریرِ فضلِ اُو کردے تا کارِ رشیدی بالا گرفت و سیّد الشعرائی یافت و بادشاہ را در وے اعتقادے پدید آمد و صلتہائے گراں بخشید روئے

درغیبتِ رشیدی از عمعق پرسید کہ شعرِ عبد السید رشیدی را چوں
مے بینی؟ گفت شعرے بغایت نیک منقی و منقح اما قدرے نمکش درمے
باید نہ بس روزگارے برآمد کہ رشیدی در رسید و خدمت کرد و خواست
کہ بنشیند بادشاہ اُو را پیش خواند و بتضرب چنانکہ عادتِ ملوک است،
گفت امیر الشعرا را پرسیدم کہ شعر رشیدی چوں است گفت نیک
است اما بے نمک است باید کہ دریں معنی بیتے دو بگوئی۔ رشیدی
خدمت کرد و بجائے خویش آمد و بنشست و بربدیہہ ایں قطعہ بگفت۔

شعرہائے مرا بہ بے نمکی — عیب کردی روا بود شاید
شعرِ من ہمچو شکر و شہد است — وندریں دو نمک نکو ناید
شلغم و باقلیست گفتۂ تو — نمک اے قلتباں ترا باید

چوں عرضہ کرد بادشاہ را عظیم خوش آمد و در ماوراءالنہر عادت و
رسم است کہ در مجالسِ بادشاہ و دیگر مجالس زر و سیم در طبقہا بنقل
بنہند و آں را سیم طاقا یا جفت خوانند و در مجلسِ خضر خاں بخشش را
چہار طبق زرِ سُرخ بنہادندے، در ہر یکے دویست و پنجاہ دینار و آں
بہ مشت بہ بخشیدے ایں روز چہار طبق رشیدی را فرمود و حرمتے
تمام پدید آمد و معروف گشت زیرا کہ چنانکہ ممدوح بشعرِ نیکِ شاعر
معروف شود شاعر بصلۂ گرانِ بادشاہ معروف شود کہ ایں دو معنی
متلازمان اند۔

حکایت

استاد ابو القاسم فردوسی از دہاقین طوس بود از دیہے کہ آں دیہ را

بازخوانند از ناحیتِ طبرستان است بزرگ دیہے است وازوے ہزار مرد بیرون آید۔ فردوسی درآں دیہہ شوکتے تمام داشت چنانکہ بدخل آں ضیاع از امثال خود بے نیاز بود و از عقب یک دختر بیش نداشت و شاہنامہ بنظم ہمے کرد۔ ہمہ امیدِ او آں بود کہ از صلۂ آں کتاب جہازِ آں دختر بسازد۔ بیست و پنج سال درآں کتاب مشغول شد کہ آں کتاب تمام کرد والحق ہیچ باقی نگذاشت و سخن را بآسمانِ علیین بردو در عذوبت بماءِ معین رسانید وکدام طبع را قدرت آں باشد کہ سخن را بدیں درجہ رساند کہ او رسانیدہ است۔ در نامہ کہ زال ہمے نویسد بسام نریمان بمازندراں دراں حال کہ بارودابہ دخترِ شاہ کابل پیوستگی خواست کرد۔

یکے نامہ فرمود نزدیکِ سام ۔ سراسر درود و نوید و سلام
نخست از جہاں آفریں یاد کرد ۔ کہ ہم داد فرمود وہم داد کرد
ز دو باد بر سام نیرم درود ۔ خداوندِ شمشیر و گوپال و خود
چمانندۂ چرمہ ہنگام گرد ۔ چرانندۂ کرگس اندر نبرد
فزائندۂ باد آورد گاہ ۔ فشانندۂ خوں ز ابرِ سیاہ
بمردی ہنر در ہنر ساختہ ۔ سرش از ہنر گردن افراختہ

من در عجم سخنے بدیں فصاحت نمے بینم و در بسیاری از سخن عرب ہمچوں فردوسی شاہنامہ تمام کرد۔ نساخ او علی دیلم بود و راوی ابو دلف و شکر (؟)، حیی قتیبہ کہ عاملِ طوس بود بجائے فردوسی ایادی داشت۔ نام ایں ہرسہ بگوید:

ازیں نامہ از نامدارانِ شہر ۔ علی دیلم و بو دلف راست بہر
نیامد جز احسنتِشاں بہرہ ام ۔ بگفت اندر احسنتِشاں زہرہ ام

حیّیٔ قتیبہ است از آزادگان | کہ از من نخواہد سخن رائگاں
نیم آگہ از اصل و فرع خراج | ہمے غلطم اندر میانِ دواج

حیّیٔ قتیبہ عامل طوس بود و ایں قدر او را واجب داشت و از خراج فرد نہاد لاجرم نام او تا قیامت بماند و پادشاہاں ہمے خوانند، پس شاہنامہ علی ویلم در ہفت مجلّد نبشت و فردوسی بودلف را بر گرفت در وسے بحضرتِ غزنین نہاد و بپایمردی خواجہ بزرگ احمد حسن کاتب عرضہ کرد و قبول افتاد و سلطان محمود از خواجہ منتہا داشت اما خواجہ بزرگ منازعان داشت کہ پیوستہ خاکِ تخلیط در قدحِ جاہِ او ہمے انداختند، محمود با آں جماعت تدبیر کرد کہ فردوسی را چہ دہیم، گفتند پنجاہ ہزار درم و ایں خود بسیار باشد کہ او مردے رافضی است و معتزلی مذہب و ایں بیت بر اعتزالِ او دلیل کند کہ او گفت۔

بہ بینندگاں آفرینندہ را | نہ بینی مرنجاں دو بینندہ را

و بر رفضِ او ایں بیتہا دلیل است کہ او گفتہ۔

خردمند گیتی چو دریا نہاد | برانگیختہ موج از وتُند باد
چو ہفتاد کشتی دروساختہ | ہمہ بادبانہا برافراختہ
میانہ یکے خوب کشتی عروس | برآراستہ ہمچو چشم خروس
پیمبر بدو اندروں با علی | ہمہ اہلِ بیتِ نبی و وصیّ
اگر خلد خواہی بدیگر سرائے | بنزدِ نبی و علی گیر جائے
گرت زیں بد آید گناہ من است | چنیں دان و ایں راہ راہِ من است
بریں زادم و ہم بریں بگذرم | یقیں داں کہ خاکِ پے حیدرم

و سلطان محمود مردے متعصّب بود در وایں تخلیط بگرفت (و)

مسموع افتاد۔ در جمله بیست هزار درم بفردوسی رسید۔ بغایت رنجور
شد و بگرمابه رفت و بر آمد فقاعی بخورد و آن وجه میان حمامی و فقاعی قسمت
فرمود۔ سیاست محمود دانست بشب از غزنین برفت و بهری بدکان
اسمعیل وراق پدر ازرقی فرود آمد و شش ماه در خانهٔ او متواری بود تا
طالبان محمود بطوس رسیدند و باز گشتند۔ و چون فردوسی ایمن شد از هری
روی بطوس نهاد و شاهنامه برگرفت و بطبرستان شد بنزدیک سپهبد
شهریار که از آل باوند در طبرستان پادشاه او بود و آن خاندانی است
بزرگ نسبت ایشان بیزدگرد شهریار پیوندد۔ پس محمود را هجا کرد در
دیباچه بیتی صد و بر شهریار خواند و گفت من این کتاب را از نام محمود با نام
تو خواهم کردن که این کتاب همه اخبار و آثار جدان تست شهریار او را بنواخت
و نیکوئیهای فرمود و گفت یا استاد محمود را بدان داشتند و کتاب ترا
بشرطی عرضه نکردند و ترا تخلیط کردند و دیگر تو مرد شیعی و هر که تولی
بخاندان پیامبر کند او را دنیاوی بهیچ کاری نرود که ایشان را خود
نرفته است۔ محمود خداوندگار من است تو شاهنامه بنام او رها کن و
هجو او بمن ده تا بشویم و ترا اندک چیزی بدهم۔ محمود خود ترا خواند و
رضای تو طلبد و رنج چنین کتاب ضائع نماند و دیگر روز صد هزار
درم فرستاد و گفت هر بیتی بهزار درم خریدم آن صد بیت بمن ده
و با محمود دل خوش کن۔ فردوسی آن بیتها فرستاد بفرمود تا بشستند
فردوسی نیز سواد بشست و آن هجو مندرس گشت و از جمله این شش بیت بماند۔

مرا غمز کردند کان پر سخن　　بمهر نبی و علی شد کهن
اگر مهرشان من حکایت کنم　　چو محمود را صد حمایت کنم

پرستار زاده نیاید بکار — وگر چند باشد پدر شهریار
ازین در سخن چند رانم همی — چو دریا کرانه ندانم همی
به نیکی نبد شاه را دستگاه — وگرنه مرا برنشاندی بگاه
چو اندر تبارش بزرگی نبود — ندانست نام بزرگان شنود

الحق نیکو خدمتی کرد شهریار مر محمود را و محمود از منتها داشت، در سنه اربع عشرة و خمسمایة بنشاپور شنیدم از امیر معزّی که او گفت از امیر عبدالرزاق شنیدم بطوس که او گفت وقتی محمود بهندوستان بود و از انجا بازگشته بود و روی بغزنین نهاده مگر در راه او متمردی بود و حصاری استوار داشت و دیگر روز محمود را منزل بر در حصار او بود، پیش او رسولی بفرستاد که فردا باید که پیش آئی و خدمتی بیاری و بارگاه ما را خدمت کنی و تشریف بپوشی و باز گردی۔ دیگر روز محمود برنشست و خواجه بزرگ بر دست راست او همی راند آنکه فرستاده بازگشته بود و پیش سلطان همی آمد۔ سلطان با خواجه گفت چه جواب داده باشد۔ خواجه این بیت فردوسی بخواند۔

اگر جز بکام من آید جواب — من و گرز و میدان و افراسیاب

محمود گفت این بیت کراست که مردی ازو همی زاید۔ گفت بیچاره ابوالقاسم فردوسی راست که بیست و پنج سال رنج برد و چنان کتابی تمام کرد و هیچ ثمره ندید۔ محمود گفت سره کردی که مرا از آن یاد آوردی که من از آن پشیمان شده ام، آن آزاد مرد از من محروم ماند، بغزنین مرا یاد ده تا او را چیزی فرستم، خواجه چون بغزنین آمد بر محمود یاد کرد۔ سلطان گفت شصت هزار دینار ابوالقاسم فردوسی را بفرمای تا به نیل دهند و باشتر سلطانی

بطوس بر ند واز و عذر خواہند، خواجہ سالہا بود تا دریں بند بود- آخر آں کار راچوں زر لیسا ختت واشتر گسیل کرد و آں نیل بسلامت بشہر طبران رسید از در دانہ رود بار اشتر در مے شد و جنازۂ فردوسی بدر وازۂ رزاں بیرد ل ہمے بر و ند، دراں حال مذکرے بود در طبران تعصبہ کرد، گفت من رہا نکنم تا جنازۂ اُو در گورستان مسلماناں بر ند کہ اُد رافضی بود ہر چند مرد ماں بگفتند بآں دانشمند در نگرفت درونِ دروازہ باغے بود ملک فردوسی، اُورا دراں باغ دفن کردند، امروز ہم دراںجا است، ومن در سنہ عشر وخمسمایۃ آں خاک را زیارت کردم۔ گویند از فردوسی دخترے ماند سخت بزرگوار۔ صلۂ سلطان خواستند کہ بدو سپارند، قبول نہ کرد وگفت بداں محتاج نیستم، صاحب برید بحضرت بنوشت و بر سلطان عرضہ کردند مثال فرمود کہ آں دانشمند از طبران برود بدیں فضولی کہ کردہ است د خاناں بگذارد و آں مال بخواجہ ابوبکر اسحاق گرامی دہند تا رباطِ چاہہ کہ بر سرِ راہِ نشاپور و مرو است در حد طوس عمارت کند چوں مثال بطوس رسید فرمان را امتثال نمودند و عمارت رباط چاہہ از آں مال است۔

حکایت

دراں تاریخ کہ من بندہ در خدمتِ خداوند ملکِ الجبال الودم نَوَّر اللہ مضجعہٗ، ورفع فی الجنان موضعہٗ وآں بزرگوار در حق من بندہ اعتقادِ قوی داشت و در تربیت من ہمت بلند، مگر از مہتران و مہتر زادگانِ شہر بلخ عمر باللہ امیر عمید صفی الدین ابوبکر محمد بن الحسین الروانشاہی کہ در

عید فطر بداں حضرت پیوست جوانِ فاضل مفضل و پیرے نیک مستوی بشرط در ادب و ثمراتِ آں با بہرہ در دلہا مقبول و در زبانہا ممدوح و دریں حال من بخدمت حاضر بودم در مجلس بر لفظ بادشاہ رفت کہ نظامی را بخوانید۔ امیر عمید صفی الدین گفت کہ نظامی ایں جا است گفتند آرے۔ داو چناں گماں برد کہ نظامی منیری است گفت خہ شاعرے نیک مردے معروف چوں فراش رسید و مرا بخواند موزہ در پائے کردم و چوں در آمدم، خدمت کردم و بجائے خویش نشستم و چوں دورے چند در گذشت امیر عمید گفت نظامی نیامد ملک جبال گفت "آمد اینک۔ آنجا نشستہ است" امیر عمید گفت من نہ ایں نظامی را مے گویم آں نظامی دیگر است و من ایں را خود نشناسم ہمیدوں آں بادشاہ را دیدم کہ متغیر گشت و در حال روئے سوئے من کرد و گفت جز تو جائے نظامی ہست گفتم بلے اے خداوند دو نظامی دیگر اند یکے سمرقندی است و اور انظامی منیری گویند۔ یکے نیشاپوری و اُو را نظامی اثیری گویند و من بندہ را نظامی عروضی خوانند گفت تو بہی یا ایشاں امیر عمید دانست کہ بد گفتہ است و بادشاہ را متغیر دید گفت اے خداوند آں ہر دو نظامی معربد ند و سبک مجلسہار العربدہ برہم شورند و بزیاں آرند۔ ملک بر سبیل طیبت گفت باش تا ایں را بہ بینی کہ پنج قدح سیکی بخورد و مجلس را بر ہم زند اما ازیں ہر سہ نظامی شاعر تر کیست امیر عمید گفت من آں دو را دیدہ ام و بحق المعرفہ شناسم اما ایں را ندیدہ ام و شعر اُو نشنیدہ ام، اگر دریں معنی کہ برفت دو بیت بگوید و من طبع اُو بہ بینم و شعر اُو بشنوم، بگویم کہ

کدام بہتر است ازیں ہر سہ ملک روئے سوئے من کرد و گفت اے نظامی نا مار اخجل نہ کنی و چوں گوئی چناں گوئے کہ امیر عمید خواہد اند راں وقت مرا در خدمت بادشاہ طبعے بود فیاض و خاطرے مواج و اکرام و انعام آں بادشاہ مرا بد انجا رسانیدہ بود کہ بدیہہ من رویت گذشتہ بود ۔ قلم بر گرفتم دتا دو بار دَور در گذشت ایں پنج بیت گفتم ؎

در جہاں سہ نظامییم اے شاہ ۔ کہ جہانے زما بافغانند
من بندہ شاہ پیش تخت شہم ۔ واں دو در مرو پیش سلطانند
بحقیقت کہ در سخن امروز ۔ ہر یکے مفخر خراسانند
گرچہ ہمچوں رواں سخن گویند ۔ ورچہ ہمچوں خرد سخن دانند
من شرابم کہ شاں چوں ریابم ۔ ہر دو از کار خود فسردہ مانند

چوں ایں بیتہا عرض کردم امیر عمید صفی الدین خدمت کرد و گفت اے بادشاہ نظامیاں را بگذار من از جملۂ شعرائے ماوراالنہر و خراساں و عراق ہیچکس را طبع آں نشناسم کہ بر ارتجال چنیں پنج بیت تواند گفت خاصہ بدیں متانت و جزالت و عذوبت مقرون بالفاظ عذب و مشحون بمعانی بکر شاد باش اے نظامی ترا بر بسیط زمین نظیر نیست، اے خداوند بادشاہ طبعے لطیف دارد و خاطرے قوی و فضلے تمام اقبال بادشاہ و دولت وہمت او رفعہما اللہ در افزودہ است تا درہ گردد و ازیں ہم زیادت شود کہ جواں است و روز افزوں روئے بادشاہ عظیم برافروخت و بشاشتے در طبع لطیف او پدید آمد مرا تحسین کرد و گفت کان سرب در شمار ازیں عید تا بعید

گوسفند کشان بتو دادم عملہ بفرست چنان کردم و اسحٰق یہودی را بفرستادم۔ در صمیم تابستان بود و وقتِ کارِ گوہر بسیار سے گداختند در مدت ہفتاد روز دوازدہ ہزار من سرب از آں خمس بدین و عملہ گوسے رسید و اعتقاد پادشاہ در حقِ من بندہ یکے ہزار شد۔ ایزدِ تبارک و تعالےٰ خاکِ عزیزِ اُو را بشمعِ رضا پُر نور کناد و جانِ شریف اُو را بجمعِ عنامسر در بہشت دکرمہ ؞

مقالۂ سوم

درعلم نجوم و غزارت منجم دراں علم

ابوریحان بیرونی در کتاب التفہیم فی صناعتہ التنجیم باب اوّل بگوید
کہ مرد نام منجمے را سزاوار نشود تا در چہار علم اُورا غزارتے نہ باشد
یکے ہندسہ دوم حساب سوم ہیئات چہارم احکام - اما ہندسہ
صناعتے است کہ اندر وشناختہ شود حال اوضاع خطوط و اشکال
سطوح و مجسّمات و آں نسبتِ کلّی کہ مرمقادیر راست بدانچہ او مقادیر
است و آں نسبتے کہ مر اُو راست بدانچہ او را اوضاع است و اشکال و
مشتمل است بر اُصولِ اُو کتاب اقلیدس نجار کہ ثابت بن قرہ
دستی کردہ است - اما حساب صناعتے است کہ اندر و شناختہ
شود حالِ انواع اعداد و خاصۂ ہر نوعے از و در نفسِ خویش و حالِ
نسبتِ اعداد بیکدیگر و تولّد ایشاں از یکدیگر و فروع اُو چوں تصنیف و
تضعیف و ضرب و قسمت و جمع و تفریق و جبر و مقابلہ و مشتمل است
اصول اُو را کتاب ارثماطیقی و فروع اُو را تکملۂ ابو منصور بغدادی یا
صد باب سنجری - اما علم ہیأت (علمے است) کہ شناختہ شود اندر و حال
اجزائے عالم علوی، و سفلی و اشکال و اوضاع ایشاں و نسبت ایشاں
با یکدیگر و مقادیر و ابعادے کہ میان ایشاں است و حال آں حرکات

که مرکواکب راست و افلاک را و تعدیل کرہا و قطعہائے دائرہ ہاکہ بدو
این حرکات تمام میشود و مشتمل است مر این علم را کتابِ مجسطی و
بہترین تفسیر ہا و بہترین شرح ہائے اُو تفسیر بتر بزی است مجسطی
شفا۔ امّا فروع این علم علم زیجہا است و علم تقاویم، امّا علم احکام از
فروع علم طبیعی است و خاصیتِ او تخمین است و مقصود از و
استدلال است از اشکال کواکب بقیاس ربا، بکدیگر و لقیاسِ درج
و بُروج بر فیضانِ آن حوادثے کہ بحرکاتِ ایشاں فائض شود، از احوال
اُو وار عالم و ملک و ممالک و بلدان و موالید و تحاویل و تسایبر و
اختیارات و مسائل و مشتمل است بدانچه بر شمردیم تصانیف ابومعشر
بلخی و احمدِ عبد الجلیل سنجری و ابوریحان بیرونی و کوشیار جیلی پس
منجم باید کہ مردے بود زکی النفس رضی الخلق و گوئی عتہ و
جنون و کہانت از شرائطِ این باب است و از لوازم این صناعت (ی)
منجم کہ احکام خواہد گفت، باید کہ سہم الغیب در طالع دارد یا بجائے
نیک از طالع و خداوندِ خانۂ سہم الغیب مسعود و در موضعے محمود، تا آنچه
گوید از احکام بصواب نزدیک باشد و از شرائطِ منجم یکے آنست
کہ مجمل الاصول کوشیار یاد دارد و کارِ ہنر پیوستہ مطالعہ میکند و
قانونِ مسعودی و جامع شاہی مے نگرد تا معلومات و منصورات او تازہ ما

حکایت

یعقوب اسحٰق کندی یہودی بود امّا فیلسوفِ زمانۂ خویش بود و حکیم
روزگارِ خود و بخدمتِ مامون اندر افرابتے بود، روزے پیشِ مامون درآمد

و بر زبر دست یکے از ائمۂ اسلام بنشست۔ آں امام گفت تو مردے
ذمی باشی چرا برزبر ائمۂ اسلام نشینی؟ یعقوب جواب داد کہ از
برائے آنکہ آنچہ تو دانی، من دانم۔ و آنچہ من دانم، تو ندانی، آں امام اورا
بنجوم شناخت و از دیگر علمش خبر نداشت، گفت بہ پارۂ کاغذ چیزے
نویسم، اگر تو بیروں آری کہ چہ نوشتم، ترا مسلّم دارم، پس گرو بستند
از امام بردائے و از یعقوب اسحٰق با استرے و ساختے کہ ہزار دینار
ارزیدے و بر در سرائے ایستادہ بود، پس دوات خواست و بر پارۂ
کاغذ بنوشت چیزے و در زیر نہالیٔ خلیفہ بنہاد و گفت بیار یعقوب
اسحٰق تختۂ خاک برخاست و ارتفاع بگرفت و طالع درست کرد۔ و از آنچہ
بروئے تختۂ خاک برکشید و کواکب را تقویم کرد و دور بر درج ثابت کرد
و شرائط خبی و ضمیر بجائے آورد و گفت یا امیرالمومنین بر آں کاغذ
چیزے نوشتہ است کہ آں چیز اوّل نبات بودہ است آخر حیوان شدہ
مامون دست در زیر نہالی کرد و آں کاغذ برگرفت و بیروں آورد و آں
امام نوشتہ بود برانجا کہ عصائے موسیٰ مامون عظیم تعجب کرد و آں امام
شگفتہا نمود۔ پس ردائے او بستد و دو نیمہ کرد پیش مامون و گفت
دو پایتابہ کنم ایں سخن در بغداد فاش گشت و از بغداد بعراق و خراساں
سرایت کرد و منتشر گشت۔ فقیہے از فقہائے بلخ از آنجا کہ تعصب
دانشمنداں بود۔ کاردے برگرفت و در میان کتاب نجومی نہاد کہ بہ بغداد
رود و بدرس یعقوب اسحٰق کندی شود و نجوم آغاز کند و فرصتے ہمے جوید
پس ناگاہے او را بکشد بریں منزل بمنزل ہمے کشید تا بہ بغداد
رسید و بگرمابہ رفت و بیروں آمد و جامۂ پاکیزہ در پوشید و آں

کتاب در آستین نهاد و روی بسرائے یعقوب اسحق آورد۔
چون بدر سرائے رسید مرکبهائے بسیار دید با ساخت زر بدر سرائے
وے ایستاده چه از بنی هاشم وچه از معارف دیگر و مشاهیر بغداد۔ سر بزد
و اندر شد و در حلقه پیش یعقوب در رفت و ثنا گفت و گفت همی خواهم
از علم نجوم بر مولانا چیزے خوانم، یعقوب گفت تو از جانب مشرق
بکشتن من آمده، نه بتعلیم نجوم خواندن ولیکن از آن پشیمان شوی
و نجوم بخوانی و در آن علم بکمال رسی و در امت محمد صلعم از منجمان بزرگ
یکے تو باشی آن همه بزرگان که نشسته بودند از آن سخن عجب
داشتند، و ابو معشر مقر آمد بکار و از میان کتاب بیرون آورد و بشکست و بینداخت
و زانو خم داد و پانزده سال تعلم کرد تا در علم نجوم رسید بدان درجه که رسید۔

حکایت

آورده اند که یمین الدوله سلطان محمود بن ناصر الدین بشهر غزنین
بر بالائے کوشکے در چهار دری نشسته بود بباغ هزار درخت روئے با بو
ریحان کرد و گفت من ازیں چهار در از کدام در بیروں خواهم رفت حکم کن
و اختیار آن بر پاره کاغذ بنویس و در زیر نهالی من نه و ایں هر چهار در
ره گذر داشت ابو ریحان اصطرلاب خواست و ارتفاع بگرفت و طالع
درست کرد و ساعتے اندیشه نمود و بر پاره کاغذ بنوشت و در زیر نهالی
نهاد محمود گفت حکم کردی گفت کردم محمود بفرمود تا کلند و تیشه
و بیل آوردند بر دیوارے که بجانب مشرق است درے پنجم بکندند و از آن
در بیروں رفت و گفت آن کاغذ پاره بیاورند۔ ابو ریحان بر روے

نوشتہ بُود کہ ازیں چہار درہیچ بیروں نشود۔ بر دیوار مشرق درے کنند و ازاں در بیروں شود۔ محمود چوں بخواند، طیرہ گشت گفت اُورا بمیانِ سرائے فرو اندازند چناں کردند، مگر با بام میانگیں دامے بستہ بود بوریحان بر آں دام آمد و دام بدرید و آہستہ بزمین فرود آمد، چنانکہ بروے افگار نشد۔ محمود گفت اُورا برآرید برآوردند گفت با بوریحان ازیں حال بارے ندانستہ بودی۔ گفت اے خداوند دانستہ بودم گفت دلیل کو غلام را آواز داد، و تقویم از غلام بستد و تحویل خویش از میانِ تقویم بیروں کرد، در احکام آں روز نوشتہ بود کہ مرا از جائے بلند بیندازند ولیکن بسلامت بزمین آیم و تندرست برخیزم ایں سخن نیز موافق رائے محمود نیامد، طیرہ تر گشت، گفت اُو را بقلعہ برید و باز دارید، اُو را بقلعہ غزنین باز داشتند و شش ماہ دراں حبس ماند؛

حکایت

آوردہ اند کہ دریں شش ماہ کس حدیثِ ابوریحان پیشِ محمود نیارست کرد و از غلامانِ اُو یک غلام نامزد بود کہ اُورا خدمت ہمے کرد و بحاجتِ اُو بیروں ہمے شد و درمے آمد، روزے ایں غلام بسر مرغزارِ غزنین مے گذشت، فال گوئے اُورا بخواند و گفت در طالع تو چند سخنِ گفتنی ہمے بینم، ہدیہ بدہ تا ترا بگویم۔ غلام درمے دو بدو داد، فال گوے گفت عزیزے از آنِ تو در رنجے است از امروز تا سہ روز دیگر ازاں رنج خلاص یابد و خلعت و تشریف پوشد و باز عزیز و مکرم گردد غلامک ہمے رفت تا بقلعہ و بر سبیلِ بشارت آں حادثہ با خواجہ

بگفت بوریحان را خندہ آمد و گفت اے ابلہ ندانی کہ بچناں جائیہا نباید
استاد دو درم بباد دادی، گویند خواجہ بزرگ احمد حسن میمندی دریں شش ماہ
فرصت ہمے طلبید تا حدیث بوریحان بگوید آخر در شکار گاہ سلطان
را خوش طبع یافت سخن را گرداں گرداں ہمے آورد۔ تا بعلم نجوم،
آنگاہ گفت بیچارہ بوریحان کہ چنداں دو حکم بداں نیکوئی بکرد و بدل
خلعت و تشریف بند و زنداں یافت محمود گفت، خواجہ بداند کہ من
ایں دانستہ ام دے گویند ایں مرد را در عالم نظیر نیست ۔ مگر
بوعلی سینا، لکن ہر دو حکمش بر خلاف رائے من بود و بادشاہان چوں
کودک خرد باشند سخن بر وفق رائے ایشاں باید گفت تا از ایشاں
بہرہ مند باشند، آں روز کہ آں دو حکم بکرد اگر از آں دو حکم او یکے خطا
شدے بہ افتادے اورا فرد الفرمائے تا اورا بیروں آرند و اسپ
ساخت زر و جبہ ملکی و دستار قصب دہند و ہزار دینار و غلامے و
کنیزکے پس ہماں روز کہ فال گوے گفتہ بود۔ بوریحان را بیروں آوردند
و ایں تشریف بدیں نسخت بوے رسید و سلطان ازو عذر خواست و
گفت یا بوریحان اگر خواہی کہ از من برخوردار باشی سخن بر مراد من
گوئے نہ بر سلطنت علم خویش، بوریحان از اں پس سیرت بگردانید و
ایں یکے از شرائط خدمت بادشاہ است، در حق و باطل با او باید بود
و بر وفق کار او را تقریر باید کرد اما چوں بوریحان بخانہ رفت و
افاضل بہ تہنیت او آمدند حدیث فال گوئے با ایشاں گفت
عجب داشتند کس فرستادند و فال گوئے را بخو اندند سخت لاعلم بود
ہیچ چیز نمیدانست بوریحان گفت طالع مولود داری گفت دارم

طالع مولود بیاورد و بور یحان بنگریست سہم الغیب بر حاق درجہ طالعش افتادہ بود، تا ہرچہ میگفت اگرچہ بر عمیا ہمے گفت بصواب نزدیک بود

حکایت

ایں بندہ را عجوزہ بود ولادت اُو در بیست و ہشتم صفر سنہ احدے عشرۃ و خمسمایۃ بود و ماہ با آفتاب بود و میان ایشاں ہیچ بعدے نبود۔ پس سہم السعادۃ و سہم الغیب بدیں علت ہر دو بر درجۂ طالع افتادہ بودند و چوں سن او بپانزدہ کشید، اُو را علم نجوم بیاموختم و دراں بارہ چناں شد کہ سوالہائے مشکل ازیں علم جواب ہمیگفت و احکام اُو بصواب عظیم نزدیک ہمے آمد و مخدرات روئے بدے نہادند و سوال ہمے کردند و ہرچہ بگفت بیشتر با قضا برابر افتاد، تا یک روز پیر زنے برِ اُو آمد و گفت پسرے از آنِ من چہار سال است تا بسفر است و ازوے ہیچ خبر ندارم نہ از حیات و نہ از ممات، بنگر تا از زندگان است یا از مردگان آنجا کہ ہست مرا از حالِ آو آگاہ کن۔ منجم برخاست و ارتفاع بگرفت و درجۂ طالع درست و زائچہ برکشید و کواکبِ ثابت کرد و نخستین سخن ایں بگفت کہ پسرِ تو باز آمد، پیر زن طیرہ شد و گفت اے فرزند آمدنِ اُو را امید نمے دارم ہمیں قدر بگوے کہ زندہ است یا مُردہ است، گفت مے گویم کہ پسرت آمد۔ برو، اگر نیامدہ باشد باز آے تا بگویم۔ کہ بچہ حال است۔ پیر زن بہ خانہ شد، پسر آمدہ بود و بار از در از گوش فرو مے گرفتند پسر را در کنار گرفت و دو مقنعہ برگرفت و بنزدیکِ اُو آورد و

گفت راست گفتی پسر من آمد و باہدیہ و تمار نیکو کرد اُورا۔ آں شب چوں بخانہ رسیدم و ایں خبر بشنیدم، از وے سوال کردم کہ بچہ دلیل گفتی و از کدام خانہ حکم کردی گفت بدینہا نرسید نالبودم اما چوں عقدۂ طالع تمام کردم مگسے درآمد و بر حرف درجۂ طالع نشست بدیں علامت بر باطن من چناں روئے نمود کہ ایں پسر رسید و چوں بگفتم و باد یہ اُو استقصا کرد، آمدن اُو بر من چناں محقق گشت کہ گوئی مے بینم کہ بار از خر فرو مے گیرد مرا معلوم شد کہ آں ہمہ سہم الغیب بر درجۂ طالع ہمے گند و ایں جز از آنجا نیست ؛

حکایت

محمود داؤدی پسر ابو القاسم داؤدی بخط معتوہ بود بلکہ مجنون از علم نجوم بیشتر حظے نداشت و از اعمال نجوم مولود گری دانستے۔ و در تقویمش اشکال بود کہ ہست یا نہ و خدمت امیر داد ابو بکر بن مسعود کردے بہ پنج دیہ اما احکام اُو بیشتر قریب صواب بودے دور دیوانگی تا بدرجۂ بود کہ خداوندِ من ملک الجبال امیر داد را جفتے سگ غوری فرستادہ بود۔ سخت بزرگ ہیب و باختیار خویش با آں ہر دو سگ جنگ کرد و از ایشاں بسلامت بجست و بعد از اں لبسالہا در ہری ببازارِ عطاراں بر دکانِ مقری حداد طبیب با جماعتے از اہلِ فضل نشستہ بود بیم و از ہر جنس سخن ہے رفت مگر بر لفظ یکے از آں افاضل برفت کہ بزرگ مرد اکہ ابو علی سینا بودہ است اُورا دیدم کہ در خشم شد و رگہائے گردن از جائے برخاست و ستبر شد و ہمہ امارات

غضب بروے پدید آمد و گفت اے فلاں بو علی سینا که بوده است من ہزار چند آں بو علی ام که ہرگز بو علی با گربہ جنگ نه کرد من پیش امیر داو باد و سگ غوری جنگ کردم مرا آں روز معلوم گشت که او دیوانه است، اما با ایں دیوانگی دیدم که در سنه خمسمایة که سلطان سنجر بدشت خوزان فرود آمد و روئے بما وراء النهر داشت بحرب محمد خان امیر داد سلطان را در پنجده مہمانی کرد عظیم شگرف روز سوم بکنار رود آمد و در کشتی نشست و نشاط شکار ماہی کرد و در کشتی داودی را پیش خواند تا ازاں جنس سخن دیوانگانه ہمی گفت و او ہمے خندید و امیر داد را صریح دشنام داد یکبارے سلطان داودی را گفت حکم کن که ایں ماہی که ایں بار بگیرم بچند من بود۔ گفت شست برکش سلطان شست برکشید او ارتفاع بگرفت و ساعتے بایستاد و گفت اکنوں در انداز سلطان شست در انداخت گفت حکم میکنم که ایں کہ بر کشی پنج من بود امیر داد گفت اے جوانمرد دریں رود ماہی پنج منی از کجا باشد۔ داودی گفت خاموش باش تو چه دانی امیر داد خاموش شد ترسید که اگر استقصا کند دشنام دہد چوں ساعتے بود شست گراں شده امارات آنکه صیدے در افتاده است ظاہر شد سلطان شست برکشید ماہی سخت بزرگ در افتاده بود چنانکه برکشیدند شش من بود ہمه در تعجب بماندند و سلطان عالم شگفتہا نمود و الحق جائے شگفتی بود گفت داودی چه خواہی خدمت کرد و گفت اے پادشاه روئے زمین جوشنے خواہم و سپرے و نیزه تا با داودی جنگ کنم و ایں باداودی سر بحگے بود ملازم در سر لئے امیر داودی را با دے تعصب بود بسبب

لقب کہ اُو را شجاع الملک ہمے نوشتند و داؤدی را شجاع الحکماء
داؤدی مضایقت ہمے کرد کہ اُو را چرا شجاع مے نویسند و آں را امیر داد
بدالسنہ بود و پیوستہ داؤدی را باد در انداختے و آں مردِ مسلمان در
دست اُو در ماندہ بود فی الجملہ در دیوانگی محمود داؤدی ہیچ اشکالے
نبود و ایں فصل بداں آوردم تا بادشاہ را معلوم باشد کہ در احکام
نجومی جنوں و نحشہ از شرائطِ آں باب است ؛

حکایت

حکیم موصلی از طبقۂ منجمان بود در نشاپور و خدمتِ خواجہ بزرگ
نظام الملک طوسی کردے و در مہمات خواجہ اُو مشورت کردے و رائے
و تدبیر از و خواستے ۔ موصلی را چوں سال بر آمد و فتورِ قوائے ظاہر شدن
گرفت و استرخاء بدن پدید آمد و نیز سفرہائے دراز نتوانست کرد از
خواجہ استعفا خواست تا بنشاپور شود و بنشیند و ہر سالے تقویم و
تحویلے مے فرستد و خواجہ در دامنِ عمر و بقایائے زندگانی بود گفت
تیسیر براں و بنگر کہ انحلالِ طبیعت من کے خواہد بود و آں قضاء لابدّ و حکم
ناگزیر در کدام تاریخ نزول خواہد کرد حکیم موصلی گفت بعد از وفات
من بشش ماہ خواجہ اسباب ترجیہ اُو بفرود و موصلی بنشاپور رفت و مرفہ
بنشست و ہر سال تقویم و تحویل مے فرستاد اما ہر گاہ کہ کسے از
نشاپور بخواجہ رسیدے نخست ایں پرسیدے کہ موصلی چوں است و تا خبر سلامت
و حیاتِ وے یافت خوش طبع و خوش دل ہمے بود تا در سنہ خمس و
ثمانین و اربعمایہ آیندہ از نشاپور در رسید و خواجہ از موصلی پرسید آنکس خدمت

کرد و گفت عمدۀ اسلام وارث اعمار باد ـ موصلی کالبد خالی کرد ـ گفت کے؟
گفت نیمه ماه ربیع الاول جان بعمدۀ اسلام داد ـ خواجه عظیم رنجور دل شد و
بیدار گشت، و لیکار خود باز نگریست و اوقات را تعجیل کرد و ادرارات
را توقیع کرد و وصیت نامه بنوشت و بندگانے که دل فارغی حاصل کرده
بودند ـ آزاد کرد و قرضے که داشت بگزارد و آنچا که دست رسید خشنود کرده
خصمان را بحلی خواست و کار را منتظر بنشست تا که رمضان اندر آمد و بغداد
بر دست آں جماعت شهید شد اَنَارَ اللّٰہُ بُرْهَانَہٗ وَوَسَّعَ عَلَیْہِ رِضْوَانَہٗ
اما چوں طالع طالع مولود رصدی و کدخدائی و هیلاج درست بود منجم
حاذق و فاضل آں حکم هر آئینه راست آمد وَهُوَ اَعْلَمُ ۔

حکایت

در سنه ست و خمسمایه بشهر بلخ در کوئے برده فروشاں در سرائے
امیر ابو سعد جره خواجه امام عمر خیامی و خواجه امام مظفر اسفزاری نزول
کرده بودند و من بداں خدمت پیوسته بودم در میانِ مجلسِ عشرت از
حجتہ الحق عمر شنیدم که او گفت گورِ من در موضعے باشد که هر بهارے شمال
بر من گل افشاں میکند مرا ایں سخن مستحیل نمود و دانستم که چنوئے گزاف
نگوید چوں در سنه ثلثین به نیشاپور رسیدم چهار سال بود تا
آں بزرگ روئے در نقاب خاک کشیده بود و عالم سفلی از و یتیم مانده و
او را بر من حق استادی بود ـ آدینه بزیارت او رفتم و یکے را با خود ببردم
که خاک او را بمن نماید ـ مرا بگورستان حیره بیروں آورد و بر دستِ چپ
گشتم در پائینِ دیوار باغے خاک او دیدم نهاده و درختانِ امرود و زردآلو

چندان

سرا زاں باغ بیرون کردہ و چنداں برگِ شگوفہ بر خاک اُو ریختہ بود کہ خاکِ اُو در زیر گل پنہاں شدہ بود و مرا یاد آمد آں حکایت کہ بشہر بلخ از و شنیدہ بودم۔ گریہ بر من افتاد کہ در بسیط عالم و اقطار ربع مسکون اُو را ہیچ جائے نظیرے نمیدیدم۔ ایزد تبارک و تعالیٰ جائے اُو در جناں کناد بمنّہ و کرمہ۔

حکایت

اگرچہ حکم حجۃ الحق عمر بدیدم امّا ندیدم اُو را در احکام نجوم ہیچ اعتقادے و از بزرگان ہیچکس ندیدم و نشنیدم کہ در احکام اعتقادے داشت در زمستان سنہ ثمان و خمسمائہ بشہر مرو سلطان کس فرستاد بخواجہ بزرگ صدر الدین محمد بن المظفر رحمۃ اللہ کہ خواجہ امام عمر را بگوئے تا اختیارے کند کہ بشکار رویم۔ کہ اندر آں چند روز برف و باراں نیاید و خواجہ امام عمر در صحبت خواجہ بود و در سرائے اُو فرود آمدے خواجہ کس فرستاد و اُو را بخواند و ماجرا با وے بگفت برفت و دو روز در آں کرد و اختیارے نیکو کرد۔ و خود برفت و با اختیار سلطان را برنشاند و چوں سلطان برنشست و یک بانگ زمین برفت ابر درکشید و باد برخاست و برف و مہ در ایستاد۔ خندہا کردند۔ سلطان خواست کہ باز گردد خواجہ امام گفت پادشاہ دل فارغ دار کہ ہمیں ساعت ابر باز شود و دریں پنج روز ہیچ نم نبارد۔ سلطان براند و ابر باز شد و دراں پنج روز ہیچ نم نبود و کس ابر ندید۔ احکام نجوم اگرچہ صنعتے معروف است اعتماد را نشاید و باید کہ منجم در آں اعتماد دُورے نکند و ہر حکم کہ کند حوالہ با قضا کند۔

حکایت

بر پادشاه واجب است که هر جا که رود ندیم و خدمتگار که دارد اُو
را بیازماید اگر شرع را معتقد بود و بفرائض و سنن آن قیام کند و
اقبال نماید او را قریب و عزیز گرداند و اعتماد کند و اگر برخلاف این
بود اُو را مهجور گرداند و حوالئ مجلس خود را از سایهٔ اُو محفوظ دارد که هر که
در دین خدای عزّ و جلّ و شریعت محمد مصطفیٰ صلعم اعتقاد ندارد اُو
را در هیچکس اعتقاد نبود و شوم باشد بر خویشتن و بر مخدوم و لا دائل
ملک سلطان غیاث الدنیا والدین محمد بن ملک شاه قسیم امیر المومنین
نوّر الله تربته ملک عرب صدقه عصیان آورد و گردن از ربقهٔ طاعت
بکشید و با پنجاه هزار مرد عرب از حله روی ببغداد نهاد و امیر المومنین
المستظهر بالله نامه در نامه و پیک در پیک روان کرده بود باصفهان
سلطان را همی خواند و سلطان از منجمان اختیاری همی خواست هیچ
اختیاری نبود و صاحب طالع سلطان راجع بود گفتند ای خداوند
اختیاری نمی یابیم گفت بجوئید و تشدید کرد و تنگی نمود منجمان مگر یکی غزنوی بود
که در کوی گنبد کلاه داشت و فال گوئی کردی و زنان بر او شدندی
و تعویذ و دوستی نوشتی علم اُو غوری نداشت به آشنائی غلامی از آن سلطان
خویشتن را پیش سلطان انداخت و گفت که من اختیاری بکنم بدان اختیار
برو و اگر مظفر نشوی مرا گردن بزن حالی سلطان خوش دل گشت باختیار
اُو برنشست و دویست دینار نشاپوری بوی داد و برفت و با صدقه
مصاف کرد و لشکر را بشکست و صدقه را بگرفت و بکشت و چون

مظفر و منصور باصفہان باز آمد فال گوئے را بنواخت و تشریف گران داد و فریب گرداشید و منجماں را بخواند و گفت شما اختیار نہ کردید این غزنوی اختیارے کرد و برفتیم و خدائے عزّوجل راست آورد چرا چنیں کردید ہمانا صدقہ شمارا رشوتے فرستادہ بود کا اختیارے نکنید، ہمہ در خاک افتادند و بنالیدند و گفتند بداں اختیار ہیچ منجم راضی نبود و اگر خواہند بنویسید و خراسان فرستند تا خواجہ امام عمر خیامی چہ گوید سلطان دانست کہ آں بیچارگاں راست میگویند از ندمار خویش فاضلے را بخواند و گفت فردا بخانہ خویش شراب خور و منجم غزنوی را بخواں و اُورا شراب دہ و در غایت مستی از پرس کہ ایں اختیار کہ تو کردی نیکو نبود و منجمان آں را عیبہا ہمے کنند، سرّ ایں مرا بگوئے آں ندیم چناں کرد و مستی از وے بپرسید غزنوی گفت من دانستم کہ از دو بیروں نباشد یا آں لشکر شکستہ شود یا ایں اگر آں لشکر شکستہ شود تشریف یابم و اگر ایں لشکر شکستہ شود کہ بمن پروا ند، پس دیگر روز ندیم باسلطان گفت سلطان بفرمود تا کاہن غزنوی را اخراج کردند و گفت ایں چنیں کس کہ اُورا در حق مسلمانان ایں اعتقاد باشد شوم باشد و منجمان خویش را بخواند و برایشاں اعتماد کرد و گفت من خود آں کاہن را دشمن دانستم کہ یک نماز نکردے و ہر کہ شرع را نشاید مارا ہم نشاید ۔

حکایت

در شہور سنہ وسبع واربعین وخمسمایۃ میان سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ و خداوند سلطان تلاء الدنیا والدین مصاف افتاد و بدر او بہ مصاف

عنور شکستہ شد و خداوند سلطان مشرق خلداللہ ملکہ گرفتار گشت و خداوند زادہ ملک عالم عادل شمس الدولہ والدین محمد بن مسعود گرفتار شد بدست امیر اسفہسالار (بر نقش ہریوہ و) پنجاہ ہزار دینار قرار افتاد کہ کس او بحضرت بامیان رود و استخشاف آں مال کند و چوں مال بہری رسد آں خداوند زادہ را اطلاق کنند و از جانب سلطان عالم خود مطلق بود و بوقت حرکت کردن از ہری تشریف نامزد کردہ بود و من بندہ دریں حال بداں خدمت رسیدم، روزے در غایت دلتنگی بہ بندہ اشارت فرمود کہ آخر ایں کشایش کے خواہد بود و ایں حمل کے برسد، آں روز بدیں اختیار ارتفاعے گرفتم، طالع برکشیدم و مجہود بجائے آوردم سوم روز آں سوال را دلیل کشایش بود دیگر روز بیامدم و گفتم فردا نماز پیشیں کس رسد، آں پادشاہ زادہ ہمہ روز دریں اندیشہ بود، دیگر روز بخدمت رفتم، گفت امروز وعدہ است، گفتم آرے تا نماز پیشیں ہم دراں خدمت بایستادم، چوں بانگ نماز برآمد از سر ضجرت گفت ہیچ کہ نماز پیشیں رسید و خبرے نرسید، آں پادشاہ زادہ دریں بود کہ آیندے در رسید و ایں بشارت داد کہ حمل آوردند، پنجاہ ہزار دینار و گوسپند و چیز ہائے دیگر، عزالدین محمود حاجی کہ خدائے خداوند زادہ حسام الدولہ والدین صاحب عمل است و دیگر روز خداوند زادہ شمس الدولہ والدین خلعت سلطان عالم بپوشید و مطلق شد و بزود ترین حالے روئے بمقر عزِ خویش نہاد و ہر روز کار ہا در زیادت است و بر زیادت باد و دریں تنہا بود کہ بندہ را بنواخت و گفت نظامی یاد داری کہ بہری آں حکم کردی و چناں راست باز آمد خواستم کہ دہان تو پر زر کنم. آنجا زر نداشتم

اینجا زر دارم زر بخواست و دہانِ من دو بار پُر زر کرد و گفت بسے بمیدار و آستین
بازدار، و آستین باز داشتم پُر زر کرد ایزد تبارک و تعالیٰ ہر روز این دولت را بزیادت
کناد و این خداوندزادہ را بخداوندِ ملک معظم ارزانی داراد بمنّہ و کرمہ ؛

مقالۂ چہارم

در علم طب و ہدایت طبیب

طب صناعتے است کہ بداں صناعت صحت در بدن انسان نگاہ
دارند و چوں زائل شود باز آرند و بیارایند او را بدرازیِ موئے و پاکیِ روئے و
خوشیِ بوئے و گشادگی اما طبیب باید کہ رقیق الخلق حکیم النفس جید الحدس باشد
و حدس حرکتے باشد کہ نفس را بود در آرا، صائبہ - یعنی کہ سرعت انتقالے
بود از معلوم بمجہول و ہر طبیبے کہ شرفِ نفس انسان نشناسد رقیق الخلق
نبود و تا مؤید نبود بتائیدِ الٰہی جید الحدس نبود و ہر کہ جید الحدس نبود بمعرفتِ
علت نرسد زیرا کہ دلیل از نبض مے باید گرفت، و نبض را حرکت انقباض و
انبساط است و سکونے کہ میانِ این دو حرکت مے افتد و میانِ اطبا خلاف
است گروہے گفتہ اند کہ حرکت انقباض را بحس نشاید اندر یافتن اما افضل المتاخرین
حجۃ الحق الحسین بن عبد اللہ بن سینا در کتاب قانون ہمےگوید کہ حرکتِ انقباض را
در توان یافتن بدشواری اندر تنہائے کم گوشت و آں نبض دہ جنس است و ہر یکے از دہ
متنوع شود بسہ نوع دو طرفین او و یکے اعتدال او و تا تائیدِ الٰہی باستصواب او

همراه نبود و نکرتِ مصیب نتواند بود و تفسیره را نیز همچنان اوال و رسوب او
نگاه داشتن و از هر لونی بر حالتی دلیل گرفتن نه کاری خرداست این
همه دلائل بتائیدِ الٰہی و ہدایت بادشاہی مفتقرند و این معنی است که ما او را
بعبارات حدس یاد کرده ایم و تا طبیب منطق نداند و جنس و نوع نشاسد در میان
فصل و خاصه و عرض فرق نتواند کرد و علت نشناسد و چون علت نشاسد در علاج
مصیب نتواند بود و ما اینجا مشتے بزنیم تا معلوم شود که چنین است که ہیچ گوییم
مرضِ جنس آمد و تپ و صداع و زکام و سرسام و حصبه و یرقان نوع و هر یکے بفصلے
از یک دیگر جدا شوند و از ین هر یکے باز جنس شوند، مثلاً تپ
جنس است و حمّی یوم و غبّ و شطر الغب و ربع انواع و
هر یکے بفصلے ذاتی از یک دیگر جدا شوند چنانکه حمی یوم جدا شود از دیگر
تنها بدانکه دراز ترین مدتِ او یک شبان روز بود و درد کمتر و گرانی و
کاہلی و درد نباشد و تپ مطبقه جدا شود از دیگر تنها بدانکه چون بگیرد تا
چند روز باز نشود و تپ غبّ جدا شود از دیگر تنها بدانکه روزے بیاید
و دیگر روز نیاید و تپ شطر الغب جدا شود از دیگر تنها بدانکه یک روز
سخت تر آید و درنگش کمتر باشد و یک روز آہسته تر آید و درنگش دراز
تر بود و تپ ربع جدا شود از دیگر تنها بدانکه روزے بیاید و دیگر روز نیاید
و سوم نیاید و چهارم بیاید و این هر یکے باز جنس شوند و ایشان را انواع
پدید آید چون طبیب منطق داند و حاذق باشد بداند که کدام تپ است
و مادۂ آن تپ چیست مرکب است یا مفرد زود بمعالجت مشغول شود،
و اگر در شناختنِ علت درماند بخدائے عزوجل باز گردد و از و استعانت
خواهد و اگر در علاج فرو ماند هم بخدائے باز گردد و از و مدد خواهد که بازگشت همه بدوست؛

حکایت

در سنہ اثنتی عشرۃ وخمسمایۃ در بازارِ عطاران نشابور بر دکانِ محمد منجم طبیب از خواجہ امام ابوبکر دقاق شنیدم کہ او گفت در سنہ اثنتین و خمسمایۃ یکے از مشاہیر نشابور را قولنج بگرفت ومرا بخواند وبدیدم وبمعالجت مشغول شدم وآنچہ دریں باب فراز آمد بجائے آوردم البتہ شفا روئے ننمود وسہ روز بر آں باز آمد نماز شام بازگشتم ناامید بر آں کہ شب بیمار درگذرد دریں رنج بخفتم۔ صبحدم بیدار گشتم وشک نہ کردم کہ درگذشتہ بود، ببام برشدم ودرُوئے بداں جانب آوردم ونیوشہ کردم ہیچ آوازے نشنیدم کہ بر گذشتنِ اُو دلیل بودے سورۂ فاتحہ بخواندم وآزاں جانب بدمیدم وگفتم الٰہی وسیدی ومولای تو گفتۂ در کلام مبرم وکتاب محکم وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وتحسر ہمے خوردم کہ جوان بود ومنعم ومتنعم وکام انجامی تمام داشت پس وضو ساختم وبمصلّے شدم وسنت بگذاردم یکے درِ سرائے بزد نگاہ کردم کسِ اُو بود۔ بشارت داد کہ بگشلے۔ گفتم چہ شد، گفت ایں ساعت راحت یافت۔ دانستم کہ از برکاتِ فاتحۃ الکتاب بودہ است و ایں شربت از دار وخانۂ ربّانی رفتہ است وایں مرا تجربہ شد وبسیار جایہا ایں شربت در دادم ہمہ موافق افتاد وشفا بحاصل آمد۔ پس طبیب باید کہ نیکو اعتقاد بود وامر ونہی شرع را معظم دارد واز علمِ طب باید کہ فصول بقراط ومسائل حنین اسحٰق ومرشد محمد ذکریا رازی

وشرح نیلی که این مجملات را کرده است بدست آرد و مطالعت همی
کند، بعد از آنکه بر اُستادی مشفق خوانده باشد و از کتب وسط ذخیرۂ ثابت
قره یا منصوری محمد ذکریا رازی، یا ہدایه ابوبکر جوینی یا کفایه احمد فرج
یا اغراض سیّد اسمٰعیل جرجانی یا مستقصار تمام بر اُستادی
مشفق خواند۔ پس از کتب بسائط یکے بدست آرد چوں ستّة عشر
جالینوس یا حاوی محمد ذکریا یا کامل الصناعه یا عمده یا ب بوسهل مسیحی
یا قانون بوعلی سینا یا ذخیرۂ خوارزم شاہی و بوقتِ فراغت مطالعه ہمی
کند و اگر خواہد که از ہمه مستغنی باشد بقانون کفایت کند۔ سیّد کونین
و پیشوائے ثقلین مے فرماید کُلُّ الصَّیْدِ فِیْ جَوْفِ الفَرَا ہمه
شکارہا در شکمِ گورخر است' این ہمه که گفتم در قانون یافته شود با
بسیارے از زوائد۔ و ہر کرا مجلد اوّل از قانون معلوم باشد از اصول علم
طب و کلیاتِ او ہیچ بر وے پوشیده نماند۔ زیرا که اگر بقراط و
جالینوس زنده شوند روا بود که پیشِ این کتاب سجده کنند و عجبے شنیدم
که یکے درین کتاب بر بوعلی اعتراض کرد و از آں معترضات کتابے ساخت و
اصلاحِ قانون نام کرد۔ گوئی در ہر دو مے نگرم که مصنّف چه معتوہ مردے
باشد و مصنّف چه مکروہ کتابے، چرا کسے را بر بزرگے اعتراض باید
کرد که تصنیفے از آنِ او بدست گیرد۔ مسئله نخستین برو مشکل باشد
چہار ہزار سال بود تا حکمائے اوائل جانہا گداختند و روانہا در باختند
تا علمِ حکمت را بجائے فرود آرند۔ نتوانستند۔ تا بعد ازیں مدت حکیم مطلق و
فیلسوف اعظم ارسطاطالیس این نقد را بقسطاسِ منطق بسنجت و بمحک
حدود نقد کرد و بمکیالِ قیاس بر پیمود تا شک و ریب از و برخاست و

منقح و محقق گشت و بعد از و درین ہزار و پانصد سال ہیچ فیلسوف بکنہ سخن او نرسیدہ و بر جادۂ سیاقت او نگذشت الا افضل المتاخرین حکیم المشرق حجۃ الحق علی الخلق ابو علی الحسین بن عبداللہ بن سینا و ہر کہ برین دو بزرگ اعتراض کرد خویشتن را از زمرۂ اہل خرد بیرون آورد و در سلک اہل جنون ترتیب داد و در جملۂ اہل عتہ جلوہ کرد۔ ایزد تبارک و تعالیٰ ما را ازین ہفوات و شہوات نگاہ دارا و بمنہ و لطفہ۔ پس اگر طبیبے مجلد اول از قانون بدانستہ باشد و سن او بار بعین کشد اہل اعتماد بود و اگرچہ این درجہ حاصل دارد باید کہ ازین کتب صغار کہ استادان مجرب تصنیف کردہ اند یکے پیوستہ با خویشتن دارد چون تحفۃ الملوک محمد بن زکریا و کفایہ ابن مندویہ اصفہانی و تدارک انواع الخطاء فی التدبیر الطبی ابو علی و خفی علائی و یادگار سید اسمٰعیل جرجانی زیرا کہ بر حافظہ اعتمادے نیست کہ در آخر موخر دماغ باشد کہ دیر تر در عمل آید۔ این مکتوب او را معین باشد۔ پس ہر بادشاہ کہ طبیب اختیار کند این شرائط کہ شمردیم باید کہ اندریافتہ باشد کہ نہ بس سہل کاریست جان و عمر خویش بدست ہر جاہل دادن و تدبیر جان خود در کنار ہر غافل نہادن ؛

حکایت

بختیشوع یکے از نصارائے بغداد بود طبیبے حاذق و مشفقے صادق بود و مرتبہ بخدمت مامون نگران بنی ہاشم اتفاقاً با ہاشمی مامون یکے را اسہال افتاد مامون را بدان قریب دلبستگی تمام بود بختیشوع را بفرستاد تا

معالجتِ اُو بکند اُو بر پائے خاست و جان بر میان بست از جہت مامون، و بانواع معالجت کرد ہیچ سود نداشت و از نوادر معالجت آنچہ یاد داشت بکرد البتہ فائدہ نکرد کار از دست بشد و از مامون خجل بیود و مامون بجائے آورد کہ بختیشوع خجل مے ماند گفت یا بختیشوع خجل مباش تو جہد خویش و بندگی خویش بجائے آوردی مگر خدائے عزّ و جلّ نمے خواہد بقضا رضا دہ کہ ما دادیم۔ بختیشوع چوں ماموں را مایوس دید، گفت یک معالجت دیگر ماندہ است باقبال امیر المومنین بکنم، اگرچہ مخاطرہ است اما باشد کہ باری تعالیٰ راست آرد و بیمار ہر روز پنجاہ شصت بارے نشست۔ پس مسہل بساخت و بہ بیمار داد، آں روز کہ مسہل خوردہ یاد تشد، دیگر روز باز ایستاد اطبا ازو سوال کردند کہ ایں چہ مخاطرہ بود کہ تو کردی، جواب داد کہ مادۂ ایں اسہال از دماغ بود تا از دماغ فرو نیامدے ایں اسہال منقطع نہ گشتے و من نترسیدم کہ اگر مسہل دہم نبایدکہ قوت با سہال وفا کند چوں دل بر گرفتند، گفتم آخر در مسہل امید است و در نادادن ہیچ امید نہ، بدادم و توکل بر خدائے کردم کہ اُو توانا ست و باری تعالیٰ توفیق داد و نیکو شد و قیاس درست آمد زیرا کہ در مسہل نادادن مرگ متوقع بود و در مسہل دادن مرگ و زندگانی ہر دو متوقع بود۔ مسہل دادن اولے تر دیدم ؎

حکایت

شیخ رئیس حجۃ الحق ابو علی سینا حکایت کرد اندر کتاب مبدا و معاد

در آخرِ فصل امکان وجودِ امورِ نادرۃٍ عن ہذہ النفس ہمے گوید کہ بمن رسید
و بشنودم کہ حاضر شد طبیبے بمجلس یکے ملوکِ سامان و قبول اُو در آنجا
بدرجۂ رسید کہ در حرم شدے و نبض محرمات و مخدّرات بگرفتے روزے
با ملک در حرم نشستہ بود بمجائے کہ ممکن نبود، ہیچ نرینہ آنجا تو انستے رسید
ملک خوردنی خواست کنیزکاں خوردنی آوردند۔ کنیزکے خوانسالار
بود خوان از سر بر گرفت و دوتا شد و بر زمین نہاد خواست کہ راست
شود۔ نتوانست شد ہمچناں بماند۔ بسبب ریحے غلیظ کہ در مفاصل اُو
حادث شد۔ ملک روئے بطبیب کرد کہ در حال اورا معالجت باید کرد بہر
وجہ کہ باشد و اینجا تدبیرِ طبیعی را ہیچ وجہے نبود و مجالے نداشت بہ سبب
دوریٔ ادویہ روئے بتدبیرِ نفسانی کرد و بفرمود تا مقنعہ از سرِ وے فرو
کشیدند و موئے اُو برہنہ کردند تا شرم دارد و حرکتے کند و اُو ر آں
حالت منکرہ آید کہ مجامع سر و روئے او برہنہ باشد تغیر نہ گرفت دست
بتشنیع تر آزاں بُرد۔ بفرمود تا شلوارش فرو کشیدند۔ شرم داشت و
حرارتے در باطنِ اُو حادث شد چنانچہ آں ریح غلیظ را تحلیل کرد و اُو
راست ایستاد و مستقیم و سلیم باز گشت۔ اگر طبیب حکیم و قادر نبودے
اورا ایں استنباط نبودے و از یں معالجت عاجز آمدے و چوں عاجز
شدے از چشمِ پادشاہ بیفتادے، پس معرفتِ اشیاءِ طبیعی و تصوّر
موجوداتِ طبیعی از یں باب است و ہو اعلم ⁂

حکایت

ہم از ملوکِ آلِ سامان امیر منصور بن نوح بن نصر را عارضۂ اُفتاد

کرمزمن گشت و بر جائے بماند اطبّاء در آں معالجت عاجز آمدند امیر منصور
کس فرستاد و محمد بن زکریائے رازی را بخواند بدیں معالجت او بیامد تا
بآموئے و چوں بکنارہ جیحوں رسید و جیحوں بدید گفت من در کشتی ننشینم
قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ خدا
تعالیٰ میگوید کہ خویشتن را بدست خویشتن در تہلکہ میندازید و نیز
ہمانا کہ از حکمت نباشد باختیار در چنیں مہلکہ نشستن و تاکس امیر بہ بخارا
رفت و باز آمد او کتاب منصوری تصنیف کرد و بدست آنکس بہ فرستاد و
گفت من ایں کتابم و ازیں مقصودِ تو بحاصل است بمن حاجتے نیست
چوں کتاب بامیر رسید رنجور شد. پس ہزار دینار بفرستاد و اسپ خاص
ساخت و گفت ہمہ رفقے بکنید اگر شود نہ دار دو دست و پائے او ببندید و
در کشتی نشانید و بگذرانید. چناں کردند و خواہش بادر نگرفت دست و پائے
او بہ بستند و در کشتی نشاندند و بگذرانیدند و آنگہ دست و پائے او باز کردند
و جنیبت باساخت در پیش کشیدند و او خوش طبع پائے در اسپ گردانید و
روئے بہ بخارا نہاد. سوال کردند کہ ما ترسیدیم کہ چوں از آب بگذریم
و ترا بگشائیم باما خصومت کنی، نکردی و ترا ضجر و دلتنگ ندیدیم. گفت
من دانم کہ در سال بیست ہزار کس از جیحوں بگذرند و غرق نشوند
و من ہم نشوم و لیکن ممکن است کہ شوم و چوں غرق شوم تا دامن قیامت
گویند ابلہ مردے بود محمد زکریا کہ باختیار در کشتی نشست تا غرق شد و از
جملۂ ملوماں باشم نہ از جملۂ معذوراں، چوں بہ بخارا رسید امیر در آمد و یکدیگر
را بدیدند و معالجت آغاز کرد. و مجہول بذل کرد. ہیچ راحتے پدید نیامد و
روزے پیشِ امیر در آمد و گفت فردا معالجتے دیگر خواہم کردن. اما دریں

معالجت فلان اسپ و فلان استر خرج بشود و این دو مرکب معروف
بودند در دوندگی، چنانکه شبی چهل فرسنگ برفتندی پس دیگر روز امیر
را بگرمابهٔ جوئے مولیان برد بیرون از سرائے آن اسپ و استر را ساخته
تنگ کشیده بر درِ گرمابه بداشتند و رکابداری غلامِ خویش را بفرمود و از خدم
و حشم هیچکس را بگرمابه فرو نگذاشت پس ملک را در گرمابهٔ میانگین بنشاند و
آب فاتر بر وی همی ریخت شربتی که کرده بود چاشنی کرده بدو داد تا بخورد و
چندانی بداشت که اخلاط را در مفاصل نضجی پدید آمد پس برفت و جامه در
پوشید و بیامد و در برابرِ امیر بایستاد و سقطے چند بگفت که ای فلان کذا و کذا تو
فرمودی تا مرا ببستند و در کشتی افگندند و در خونِ من شدند، اگر مکافات آن
جانت نبرم نه پسرِ زکریا ام. امیر بغایت در خشم شد و از جائے خویش در آمد تا بسر
زانو محمد زکریا کاردے برکشید و تشدید زیادت کرد. امیر یکے از خشم و یکے
از بیم تمام برخاست و محمد زکریا چون امیر را بر پائے دید برگشت و از
گرمابه بیرون آمد او و غلام هر دو پائے باسپ و استر گردانیدند و روئے
بآموئے نهادند، نمازِ دیگر از آب بگذشت و تا مرو هیچ جائے نایستاد
چون بمرو فرود آمد، نامهٔ نوشت بخدمتِ امیر که زندگانی پادشاه دراز
باد، در صحتِ بدن و نفاذِ امر خادم علاج آغاز کرد و آنچه ممکن بود بجائے
آورد حرارتِ غریزی با ضعفے تمام بود و علاجِ طبیعی دراز کشیدے
دست از آن بداشتم و بعلاج نفسانی آمدم و بگرمابه بردم و شربتے
بدادم و رها کردم تا اخلاط نضجے تمام یافت پس پادشاه را بخشم
آوردم، حرارتِ غریزی را مدد حادث شد و قوت گرفت و آن اخلاطِ
نضج پذیرفته را تحلیل کرد و بعد از این صواب نیست که میان من و پادشاه

جمعیتے باشند۔ اما چوں امیر بر پائے خاست و محمد زکریا بیروں شدہ بر نشست حالی اُو را غشی آورد چوں بہوش باز آمد بیروں آمد و خدمتگذاراں را آواز داد و گفت طبیب کجا شد گفتند از گرمابہ بیروں آمد و پائے در اسپ گردانید و غلامش پائے در استر و برفت۔ امیر دانست کہ مقصود چہ بودہ است پس بپائے خویش از گرمابہ بیروں آمد۔ خبر در شہر افتاد و امیر بار داد و خدم وحشم و رعیت جملہ شادیہا کردند و صدقہا دادند و قربانہا کردند و جشن ہا پیوستند و طبیب را ہر چند بجستند نیافتند۔ ہفتم روز غلام محمد زکریا در رسید بر آں استر نشستہ و اسپ جنیبت کردہ و نامہ عرض کرد امیر نامہ برخواند و عجب داشت و اُو را معذور خواند و تشریف فرمود از اسپ و ساخت و جبّہ و دستار و سلاح و غلام و کنیزک و بفرمود تا ہر سے از املاکِ مامون ہر سال دو ہزار دینار زر و دویست خروار غلّہ بنامِ وے برانند و ایں تشریف و اُو را نامہ بدستِ معروفے بمرو فرستاد و امیر صحت کلی یافت و محمد زکریا بامقصود بخانہ رسید۔

حکایت

ابوالعباس مامون خوارزمشاہ وزیرے داشت نامِ اُو ابوالحسن احمد بن محمد السہیلی مردے حکیم طبع و کریم نفس و فاضل و خوارزمشاہ ہمچنیں حکیم طبع و فاضل دوست بود و بہ سبب ایشاں چندیں حکیم و فاضل براں درگاہ جمع شدہ بودند چوں ابوعلی سینا و ابوسہل مسیحی و ابوالخیر خمار و ابوریحان بیرونی و ابونصر عراق اما ابونصر عراق برادر زادۂ خوارزمشاہ بود و در علم ریاضی و انواع آں ثانی بطلیموس بود و ابوالخیر خمار در طب

ثالث بقراط و جالینوس بود۔ و ابوریحان در نجوم بجائے ابومعشر
و احمد بن عبدالجلیل بود و ابوعلی سینا و ابوسهل مسیحی خلف ارسطا
طالیس بودند در علم حکمت که شامل است همه علوم را۔ ایں طائفه
و از خدمت دنیاوی بے نیازی داشتند و بایکدیگر اُنسے در محاورت و عیشے
در مکاتبت میکردند روزگار برنه پسندید و فلک روا نداشت آں عیش برآں
منغّص شد و آں روزگار برایشاں بزیاں آمد از نزدیک سلطان یمین الدوله
محمود معروفے رسید با نامهٔ مضمون نامه آنکه شنیده‌ام که در مجلسِ خوارزمشاه چند
کس اند از اہلِ فضل که عدیم النظیر اند۔ چوں فلاں و فلاں باید که ایشاں را بمجلسِ ما
فرستی تا ایشاں شرفِ مجلس ما حاصل کنند و ما بعلوم و کفایاتِ ایشاں
مستظهر شویم و آں منّت از خوارزمشاه داریم و رسولِ وے خواجه حسین
بن علی میکال بود که یکے از افاضل و اماثلِ عصر و اعجوبه بود از رجالِ زمانه
و کار محمود در اوجِ دولت، ملکِ او رونقے داشت و دولتِ او علوّے
و ملوکِ زمانه او را مراعات همے کردند و شب از و باندیشه همی خفتند۔
خوارزمشاه خواجه حسین میکال را بجائے نیک فرود آورد و علفهٔ شگرف فرمود
و پیش از آنکه او را بار داد حکما را بخواند و ایں نامه بر ایشاں عرضه کرد و گفت
محمود قوی دست است و لشکرِ بسیار دارد و خراسان و هندوستان
ضبط کرده است و طمع در عراق بسته من نتوانم که مثال او را امتثال نه
نمایم و فرمانِ او را به نفاذ نه پیوندم شما دریں چه گوئید۔ ابوعلی و ابوسهل
گفتند ما نرویم۔ امّا ابونصر و ابوالخیر و ابوریحان رغبت نمودند که اخبارِ
صلات و هباتِ سلطان همے شنیدند، پس خوارزمشاه گفت شما دو تن
را که رغبت نیست پیش از آنکه من ایں مرد را بار دهم شما سرِ خویش

گیرید۔ پس خواجہ اسباب ابو علی و ابو سہل بساخت و دو دلیلے ہمراہ ایشاں کرد و از راہِ گرگان روئے بگرگان نہادند۔ روزِ دیگر خوارزمشاہ حسین علی میکال را بار داد و نیکوئیہا پیوست، و گفت نامہ خواندم و بر مضمونِ نامہ و فرمانِ بادشاہ وقوف افتاد۔ ابو علی و ابو سہل برفتہ اند لیکن ابو نصر و ابو ریحان و ابو الخیر بسیج میکنند۔ کہ پیشِ خدمت آیند و باندک روزگار برگِ ایشاں بساخت و با خواجہ حسین میکال فرستاد و ببلخ بخدمتِ سلطان یمین الدولہ محمود آمدند و بحضرتِ او پیوستند و سلطان را مقصود از ایشاں ابو علی بودہ بود و ابو نصر عراق نقاش (بود) بفرمود تا صورتِ بو علی بر کاغذ نگاشت۔ نقاشاں را بخواند تا براں مثال چہل صورت نگاشتند و با مناشیر باطراف فرستادند و از اصحابِ اطراف درخواست کہ مردے است بدیں صورت و او را ابو علی سینا گویند۔ طلب کنند و او را بمن فرستند۔ امّا چوں ابو سہل با کس (ابو الحسین السہیلی از نزد) خوارزم شاہ برفتند چناں کردند کہ بامداد را بپانزدہ فرسنگ رفتہ۔ بودند بامداد بسر چاہسارے فرود آمدند، پس ابو علی تقویم برگرفت و بنگریست تا بچہ طالع بیروں آمدہ است۔ چوں بنگرید روئے با بو سہل کرد و گفت بدیں طالع کہ ما بیروں آمدہ ایم راہ گم کنیم و شدت بسیار بینیم۔ ابو سہل گفت رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ من خود ہمے دانم کہ ازیں سفر جان نبرم کہ تسیرِ من دریں دو روز بعیوق مے رسد و او قاطع است مرا امیدے نماندہ است و بعد ازیں میان ما ملاقات نفوس خواہد بود۔ پس براندند ابو علی حکایت کرد کہ روزِ چہارم بادے برخاست و گرد برانگیخت و جہان تاریک شد و ایشاں راہ گم کردند و باد طریق را محو کرد و چوں باد

بسیار امید دلیل ایشان گمراه تر شده بود در ان گرمای بیابان خوارزم از
بی آبی و تشنگی بوسهل مسیحی بعالم بقا انتقال کرد و دلیل و ابوعلی با هزار
شدت بباورد افتادند دلیل باز گشت و ابوعلی بطوس رفت و
بنشاپور رسید. خلق را دید که ابوعلی را می طلبیدند متفکر بگوشه فرود
آمد و روزے چند آنجا بود از آنجا روبگرگان نهاد که قابوس پادشاه
گرگان بود و مردے بزرگ و فاضل دوست و حکیم طبع بود ابوعلی دانست
که او را آنجا آسفتے نرسد، چو بگرگان رسید بکاروانسرائے فرود آمد. مگر
در همسایگی او یکے بیمار شد معالجت کرده شد. بیمارے دیگر را نیز معالجت
کرده شد بامداد قاروره آوردن گرفتند و ابوعلی می نگریست و دخلش
پدید آمد و روز بروز می افزود روزگارے چنین میگذاشت. مگر یکے
از اقربائے قابوس وشمگیر را که پادشاه گرگان بود عارضه پدید آمد و اطبا در
معالجت او برخاستند و جهد کردند و جدے تمام نمودند علت بشفا نه
پیوست قابوس را عظیم دران دلبستگی بود تا یکے از خدم قابوس
را گفت که در فلان تیم جوانے آمده است عظیم طبیب و بغایت
مبارک دست و چند کس بر دست او شفا یافت. قابوس فرمود که او را طلب
کنید و بسر بیمار برید تا معالجت کند که دست از دست مبارک تر
بود. پس ابوعلی را طلب کردند و بسر بیمار بردند. جوانے دید بغایت خوبروے
و متناسب الاعضا خط اثر کرده و زار افتاده. پس بنشست و نبض او بگرفت و
تفسره بخواست و بدید. پس گفت مرا مردے می باید که عرصات و محلات گرگان
را همه شناسد بیاوردند و گفتند اینک. ابوعلی دست بر نبض بیمار نهاد و گفت
برگوے و محلتهاے گرگان نام برده آنکس آغاز کرد و نام محلتها گفتن

گرفت تا رسید بمحلتے کہ نبضِ بیمار در انحالت حرکتے عزیب کرد پس بوعلی گفت
ازیں محلہ کوئیہا بر دہ آنکس بر داد، تا رسید بنامِ کوئے کہ آں حرکت معاودت
کرد پس ابوعلی گفت کسے میباید کہ دریں کوئے ہمہ سرایہا را بداند بیاوردند و
سرایہا را بر دادن گرفت تا رسید بر آں سرائے کہ ایں حرکت باز آمد ابوعلی گفت
اکنوں کسے باید کہ نامہائے اہل سرائے بتمام داند و بر دہد بیاوردند
بر دادن گرفت تا آمد بنامے کہ ہماں حرکت حادث شد آنکہ بوعلی گفت
تمام شد پس روئے بمعتمدانِ قابوس کرد و گفت ایں جوان در فلاں محلہ و در
فلاں کوئے و در فلاں سرائے بر دختر فلاں و فلاں نام عاشق است و داروئے
او وصالِ آں دختر است و معالجت او دیدار او باشند۔ پس بیمار گوش داشتہ
بود و ہرچہ خواجہ ابوعلی میگفت مے شنید از شرم سر در جامۂ خواب کشید
چو استطلاع کردند ہمچناں بود کہ خواجہ ابوعلی گفتہ بود پس ایں حال را پیش
قابوس رفع کردند قابوس را عظیم عجب آمد و گفت او را بمن آرید۔ خواجہ ابوعلی
را پیشِ قابوس بردند قابوس صورتِ ابوعلی داشت کہ سلطان یمین الدولہ
فرستادہ بود چوں پیش قابوس آمد گفت اَنْتَ اَبُوعَلِیٍّ گفت نَعَمْ یَا اَیُّہَا ال
مَلِکِ دا ا معظم قابوس از تخت فرود آمد و چند گام ابوعلی را استقبال کرد و در
کنارش گرفت و با او بر یکے نہالی پیش تخت نشست و بزرگیہا پیوست و نیکو
پرسید و گفت اجلِ افضل و فیلسوفِ اکمل کیفیت ایں معالجہ البتہ باز گوید بوعلی
گفت چوں نبض و تفسرہ بدیدم مرا یقین گشت کہ علتِ عشق است و از کتمانِ
سِر حال بدینجا رسیدہ است، اگر از وے سوال کنم راست نہ گوید پس دست
بر نبض او نہادم نام محلات بگفتند چوں بمحلۂ معشوق رسید عشق او را بجنبانید حرکت
بتبدل شد۔ دانستم کہ وے از آں محلہ است بگفتم تا نام کوئیہا بگفتند چوں نام کوئے معشوق خویش

شنید ہماں معنی حادث شد نام کوئے نیز بدانستم بفرمودم سرایہا را نام بردند
چوں بنام سرائے معشوق رسید ہماں حالت ظاہر شد سرائے نیز بدانستم بگفتم تا نام
ہمہ اہل سرائے بردند چوں نام معشوق خود بشنید بغایت متغیر شد معشوق را نیز
بدانستم پس بدو گفتم واُو منکر نتوانست شدن مُقر آمد قابوس ازیں معالجت
شگفتگی بسیار نمود و متعجب بماند والحق جائے تعجب بود پس گفت یا اجل افضل
اکمل عاشق و معشوق ہر دو خواہر زادگانِ منند و خالہ زادگان یکدیگر اختیارے
بکن تا عقدِ ایشاں بکنیم پس خواجہ ابو علی اختیارے پسندیدہ بکرد آں عقد بکردند و عاشق
و معشوق را بہم پیوستند و آں جوان پادشاہ زادۂ خوبصورت از چناں رنجے کہ مرگ
نزدیک بود برست بعد ازاں قابوس خواجہ ابو علی را ہر چہ نیکو تر بداشت و از انجا بتہ شد
بوزارت شہنشاہ علاء الدولہ افتاد و آں خود معروف است اندر تاریخ ایام خواجہ ابو علی سینا

حکایت

صاحبِ کامل الصناعۃ طبیب عضد الدولہ بود بپارس بشہر شیراز و دراں شہر
حمالے بود کہ چہار صد من و پانصد من بار بر پشت گرفتے و ہر پنج شش ماہ آں
حمال را درد سر گرفتے و بیقرار شدے و دہ پانزدہ شبانروز ہمچناں بماندے
یکبار اُو را آں درد سر گرفتہ بود و ہفت ہشت روز بر آمدہ و چند بار نیت کردہ بود کہ
خویشتن را بکشد آخر اتفاق چناں افتاد کہ آں طبیب بزرگ روزے بدرِ خانۂ
آں حمال بگذشت۔ برادرانِ حمال پیشِ اُو دویدند و خدمت کردند و اُو را بخدائے
عزوجل سوگند دادند و احوالِ برادر و درد سر اُو بطبیب بگفتند طبیب گفت
اُو را بمن نمائید پس آں حمال پیشِ او بردند چوں بدیدش مردے تنگرفاد
قوی ہیکل و جفتے کفش در پائے کردہ کہ ہر پائے منے و نیم بود بنگ پس نبض

او بدید و تفسره بخواست گفت او را با من بصحرا آرید. چنان کردند چون بصحرا
شدند طبیب غلام خویش را گفت دستار حمّال از سرش فروگیر و در گردن او
کن و لب بار نتاب. پس غلام دیگر را گفت کفش او از پای بیرون کن و تای بیست
بر سرش زن. غلام چنان کرد فرزندان او بفریاد آمدند اما طبیب محتشم و محترم بود هیچ
نمی توانستند کرد. پس غلام را گفت که آن دستار که در گردن او تافته بگیر و بر اسپ
من نشین و او را با خود کشان می دوان. غلام همچنان کرد و او را در آن صحرا بسیار
بدوانید چنانکه خون از بینی بگشاد و گفت اکنون رها کن. بگذاشت و آن خون
می رفت گنده تر از مردار. آن مرد در همین رعاف در خواب شد و در منگی
سی صد خون از بینی او برفت و باز ایستاد. پس او را برگرفتند و بخانه آوردند
از خواب در نیامد و شبانروزی خفته بماند و آن درد سر او برفت و بمعالجه
محتاج نیفتاد و معاودت نکرد و عضد الدوله او را از کیفیت آن معالجت پرسید
گفت ای پادشاه آن خون نه مادی بود در دماغ که بیارهٔ فیقرا فرود آمدی
وجه معالجتش بجز این نبود که کردم ٭

حکایت

مالیخولیا علتی است که اطبا در معالجت او فرو مانند. اگرچه امراض سوداوی
همه مزمن است لیکن مالیخولیا خاصیتی دارد به دیر زایل شدن. و ابوالحسن بن یحیی
اندر کتاب معالجت بقراطی که اندر طب کس چنان کتابی نکرده است برشمرده
از ائمه و حکما و فضلا و فلاسفه که چند ایشان بدان علت معلول گشته اند
اما حکایت کرد مرا استاد من الشیخ الامام ابوجعفر بن محمد ابی سعد المعروف
بسرخ د، از الشیخ الامام محمد بن عقیل القزوینی از امیر فخر الدوله باکالیجار

البویہ کہ یکے را از اعزۂ آلِ بویہ مالیخولیا پدید آمد و اورا دریں علت چناں صورت
بست کہ او گاوے شدہ است ہمہ روز بانگ ہمے کردے ایں و آں را ہمے گفت
کہ مرا بکشید کہ از گوشتِ من ہریسہ نیکو آید تا کار بدرجہ بکشید کہ نیز ہیچ نخورد
و روزہا بر آمد و بیمار گردد و اطبا در معالجتِ او عاجز آمدند و خواجہ ابو علی
اندریں حالت وزیر بود و شاہنشاہ علاء الدولہ محمد بن دشمنزیار بروے اقبالے
داشت و جملہ ملک در دستِ او نہادہ بود و کلی شغل برائے و تدبیرِ او باز گذاشتہ
والحق بعد اسکندر کہ ارسطاطالیس وزیر او بود ہیچ پادشاہ چوں ابو علی وزیر نداشتہ
بود و دریں حال کہ خواجہ ابو علی وزیر بود ہر روز پیش از صبحدم برخاستے و از
کتابِ شفا دو کاغذ تصنیف کردے چوں صبحِ صادق بدمیدے شاگرداں را
بار دادے چوں کیا رئیس بہمنیار و ابو منصور بن زیلہ و عبد الواحد جوزجانی و سلیمان
دمشقی و من کہ ابا کالیجارم تا بوقتِ اسفار سبقہا بخواندیمے و در پے او نماز کردیمے تا
بیروں آمدیمے ہزار سوار از مشاہیر و معارف و اربابِ حوائج و اصحابِ عرائض
بر درِ سرائے او گرد آمدہ بودے و خواجہ برنشستے و آں جماعت در خدمتِ او
برفتندے چوں بدیوان رسیدے سوار دو ہزار شدہ بودے پس بدیوان تا نماز
پیشیں بماندے و چوں باز گشتے بخوان آمدے جماعتے با او نان بخوردندے
پس بقیلولہ مشغول شدے و چوں برخاستے نماز بکردے و پیشِ شاہنشاہ شدے
و تا نمازِ دیگر پیش او مفاوضہ و محاورہ بودے میانِ ایشاں در مہماتِ ملک
و تنہا بودندے کہ ہرگز ثالثے نبودے و مقصود ازیں حکایت آں است کہ خواجہ را
ہیچ فراغت نبودے پس چوں اطبا از معالجتِ آں جواں عاجز آمدند پیشِ شاہنشاہ
ملکِ معظم علاء الدولہ آں حال بگفتند و اورا شفیع برانگیختند کہ خواجہ را بگوید
تا آں جواں را علاج کند علاء الدولہ اشارات کرد و خواجہ قبول کرد پس گفت

آں جوان را بشارت وہید کہ قصاب ہے آید تا ترا بکشد وبا آں جوان بگفتند اُو شادی ہمیکرد پس خواجہ بر نشست ہمچناں با کوکبہ بر در سرائے بیمار آمد وبا تنے دو در رفت وکارد بدست گرفتہ گفت ایں گاؤ کجا است تا اُو را بکشم آں جوان ہمچو گاؤ بانگے کرد یعنے اینجا است خواجہ گفت بمیان سرائے آریدش و دست وپائے او بہ بندید وفرو افگنید بیمار چوں آں شنید بدو بمیان سرائے آمد وبر پہلوئے راست خفت وپائے او سخت بہ بستند پس خواجہ ابو علی بیامد و کارد بر کارد مالید و فرو نشست و دست بر پہلوئے اُو نہاد چنانکہ عادتِ قصاباں بود پس گفت وہ ایں چہ گاؤ لاغرے است ایں را نشاید کشتن علفش دہید تا فربہ شود و بر خاست و بیروں آمد و مردم را گفت کہ دست و پائے او بگشائید و خوردنی آنچہ فرمایم پیش او برید و اُو را گوئید بخور تا زود فربہ شوی چناں کردند کہ خواجہ گفت خوردنی پیش او بردند و اُو را ہمے خورد و بعد ازاں ہر چہ از اشربہ ودویہ خواجہ فرمودے بدو دادندے وگفتندے کہ نیک بخور کہ ایں گاؤ را نیک فربہ کند اُو بشنودے و بخوردے براں امید کہ فربہ شود تا او را بکشند پس اطبا دست بمعالجتِ اُو بر کشادند چنانکہ خواجہ ابو علی میفرمود یک ماہ را بصلاح آمد و صحت یافت وہمہ اہل خرد دانند کہ ایں چنیں معالجت نتواں کرد اِلّا بفضلے کامل و علمے تمام و حدسے راست ؛

حکایت

در عہد مالک شاہ وبعضے از عہد سنجر فیلسوفے بود بہرات و اُو را ادیب اسماعیل گفتندے مردے سخت بزرگ و فاضل و کامل اما اسباب او و معاش او از دخل طبیبی بودے و او را ازیں جنس معالجات نادرہ بسیار است گر وقتے

ببازار کشتاراں برمیگذشت قصابے گوسفندے را سلخ میکرد وگاہ گاہ دست در شکم گوسفند کردے و پیہ گرم بیروں کردے و بہ خورد خواجہ اسمٰعیل چوں آنحالت بدید در برابر او بقالے را گفت کہ اگر وقتے ایں قصاب بمرد پیش از آنکہ او را بگور کنند مرا خبر کن بقال گفت سپاس دارم چوں ایں حدیث را ماہے پنج شش بر آمد یک روز بامدادے خبر افتاد کہ دوش فلاں قصاب بمرد بمفاجا بے ہیچ علت و بیماری نہ کشید و ایں بقال بہ تعزیت شد خلقے دید جامہ دریدہ و جماعتے در حسرت او ہمے سوختند کہ جوان بود و فرزندان خرد داشت پس آں بقال را سخن خواجہ اسمٰعیل یاد آمد بدید و وے را خبر کرد خواجہ اسمٰعیل گفت دیر مردہ پس عصا برگرفت و بداں سرائے شد و چادر از روئے مردہ برداشت و نبض او در دست بگرفت و یکے را فرمود تا عصا بر پشت پائے او ہمے زد پس از ساعتے وے را گفت بسندہ است پس علاج سکتہ آغاز کرد و روز سوم مردہ برخاست و اگرچہ مفلوج شد سالہا بزیست پس از آں مردمان عجب داشتند و آں بزرگ از پیش دیدہ بود کہ او را سکتہ خواہد بود۔

حکایت

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری قدس اللہ روحہ با ایں خواجہ تعصب کردے و بارہا قصد او کرد و کتب او بسوخت و ایں تعصبے بود دینی کہ بر وے ایں اعتقاد کردہ بودند کہ او مردہ زندہ میکند و آں اعتقاد عوام را زیاں میداشت مگر شیخ بیمار شد و در میان مرض فواق پدید آمد و ہر چند اطبا علاج کردند سود نداشت نا امید شدند آخر بعد از نا امیدی قارورۂ شیخ بدو فرستادند و علاج خواستند بر نام غیرے خواجہ اسمٰعیل چوں قارورہ بنگرید گفت ایں آب فلاں است و

فوافش پدید آمده است و دراں عاجز شده اند و بگوئید تا یک استار پوست مغز پسته با یک استار شکر عسکری بکوبند و اورا دہند تا بار رہد و بگوئید کہ علم بباید آموخت و کتاب نباید سوخت پس ازیں دو چیز سفوفے ساختند و بیمار بخورد و حالی فواق بنشست و بیمار بر آسود ٭

حکایت

یکے را از مشاہیر شہر اسکندریہ بعہد جالینوس سر دست درد گرفت و بیقرار شد و ہیچ نیارامید جالینوس را خبر کردند مرہم فرستاد کہ بر سر کتف او نہند ہمچناں کردند کہ جالینوس فرمودہ بود در حال درد بنشست و بیمار تندرست و اطبا در عجب بماندند پس از جالینوس پرسیدند کہ اینچہ معالجت بود کہ کردی گفت آں عصب کہ بر سر دست و رود میکرد مخرج او از سر کتف است من اصل را معالجت کردم فرع بہ شد ٭

حکایت

فضل بن یحییٰ برمکی را بر سینہ قدرے برص پدید آمد عظیم رنجور شد و گرمابہ رفتن بشب انداخت تا کسے بر آں مطلع نشود پس ندیماں را جمع کرد و گفت ملوک عراق و خراسان و شام و پارس کدام طبیب را حاذق تر میدانید و بدیں معنی کہ مشہور تر است گفتند جاثلیق پارس بشیراز کس فرستاد و حکیم جاثلیق را از پارس ببغداد آوردند و با او بستر بنشست و بر سبیل امتحان گفت مرا در پائے فتورے پیدا شدہ تدبیر معالجت ہمی باید کرد حکیم جاثلیق گفت از کل لبنیات و ترشیہا پرہیز باید کردن و نخود آب باید خوردن و گوشت ماکیان یک سالہ و حلوائے زردہ مرغ را با انگبین باید کردن و از آں خوردن چوں ترتیب ایں غذا تمام نظام پذیردن

تدبیر ادویه بکنم فضل گفت چنین کنم پس فضل عادت آن شب از همه چیزها
بخورد و زیرباهائے معتقد ساخته بودند همه بکار داشت و از کوامخ و اصیر هیچ
احتراز نه کرد. دیگر روز جاثلیق بیامد و قاروره بخواست و بنگریست و ریش
برافروخت و گفت من این معالجت تو الحم کرد ترا از ترشیها و لبنیات نهی کرده ام
تو زیرباهائے خوری و از کامه و انبجات پرهیز نکنی معالجت موافق نیفتد پس فضل
بن یحیی بر حدس و حذاقت آن بزرگ آفرین کرد و علت خویش با او در میان نهاد
و گفت ترا بدین مهم خواندم و این امتحانے بود که کردم جاثلیق دست بمعالجت برد
و آنچه درین باب بود بکرد و روزگارے بر آمد هیچ فائده نداشت و حکیم جاثلیق بر
خویش همے پیچید که این چندان کار نبود و چندین بکشید تا روزے با فضل بن یحیی
نشسته بود. گفت اے خداوند بزرگوار آنچه معالجت بود کردم هیچ اثر نکرد مگر
پدر از تو ناخشنود است پدر را خشنود کن تا من این علت از تو ببرم فضل آن شب
برخاست و نزدیک یحیی رفت در پائے او افتاد و رضائے او طلبید و آن پیر
ازو خوشنود گشت و جاثلیق او را همان انواع معالجت همیکرد و روے بهبودی
گذاشت و چندے بر نیامد که شفائے کامل یافت پس فضل از جاثلیق پرسید که تو چه
دانستی که سبب علت ناخوشنودی پدر است جاثلیق گفت من هر معالجتے که بود
بکردم سود نداشت گفتم این مرد بزرگ مگر از جائے خورده است بنگریستم هیچکس نیافتم که
شب از تو ناخوشنود و برنج خفته بلکه از صدقات و صلات و تشریفات تو بسیار
کس همے آسوده است تا خبر یافتم که پدر از تو بیازرده است و میان تو و او نقارے
هست من دانستم که از آنست این علاج بکردم برفت و اندیشهٔ من
خطا نبود و بعد از آن فضل بن یحیی جاثلیق را توانگر کرد و بپارس
فرستاد ؛

حکایت

در سنہ سبع و اربعین و خمسمایۃ کہ میان سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ خداوند من علاء الدنیا والدین الحسین بن الحسین خلد اللہ تعالیٰ ملکہما ملاقی شد قضا نہما۔ بدر او بہ مصاف افتاد و لشکر غور را چناں چشم زخمے افتاد من بندہ در ہرات چوں متواری گونہ ہمی گشتم بسبب آنکہ منسوب بودم بغور دشمنان بر خیرہ ہر جنسے ہمی گفتند و شماتتے ہمیکردند درین میان شبے بخانۂ آزادمردے افتادم و چوں نان بخوردیم و من بحاجتے بیروں آمدم آں آزادمرد کہ من بسبب او آنجا افتادہ بودم نگر شناسے میگفت کہ مردماں اورا شاعر شناسند اما بیروں از شاعری خود مردے فاضل است در نجوم و طب و ترسّل و دیگر انواع متبحر است چوں بمجلس باز آمدم خداوند خانہ مرا احترامے دیگر گوں کرد چنانکہ محتاجاں کنند و چوں ساعتے بود بنزدیک من نشست و گفت اے فلاں یک دختر دارم و بیروں از وے کس ندارم و نعمتے ہست و ایں دختر را علتے ہست کہ در ایام عذر دہ پانزدہ من بیشتر افتد و بزحمت آں بپزد و ضعیف بشود و با طبیباں مشورت کردیم و چند کس علاج کردند ہیچ سود نداشت اگر مے بندند شکم بر مے آید و درد ہمے گیرد و اگر مے بگشایند سیلاں مے افتد و ضعف پدید آید و ہمے ترسم کہ نباید کہ یکبارگی قوت ساقط گردد۔ گفتم ایں بار کہ ایں علت پدید آید مرا خبر کن و چوں روزے دہ بر آمد مادر بیمار بیامد و مرا ببرد و دختر را پیش من آورد۔ دخترے دیدم بغایت نیکو و مشتت زدہ و از زندگانی نا امید شدہ ہمیدون در پائے من افتاد و گفت اے پدر از بہر خدائے مرا فریاد رس کہ جوانم و جہاں نادیدہ چنانکہ آب از چشم من بجست گفتم دل فارغ دار کہ ایں سہل است۔ پس

دست بر نبض اُو نہادم قوی یافتم و رنگِ روئے ہم بر جائے بود و از امورِ عشرہ بیشتر موجود بود۔ چوں امتلا و قوت و مزاج و سحنہ و سن و فصل و ہوا بلد و عادت و اعراض ملائمہ و صناعت فصادی را بخواندم و بفرمودم تا از ہر دو دستِ اُو رگ باسلیق بگشودند و زنان را از پیش اُو دور کردم و خونے فاسد ہمے رفت۔ پس با مساکت تشریح در سنگے ہزار خون بر گرفتم و بیمار بیہوش بیفتاد۔ پس بفرمودم تا آتش آوردند و برابرِ اُو کباب ہمے کردم و مرغ ہمے گردانیدم تا خانہ از بخارِ کباب پُر شد و بر دماغِ اُو رفت و باہوش اندر آمد بجنبید۔ و بنالید پس شربتے بخورد و مفرحے ساختم اُو را معتدل و یک ہفتہ معالجت کردم خون بجائے باز آمد و آں علت زائل شد و عذر بقرارِ خویش باز آمد اُو را فرزند خواندم و اُو مرا پدر خواند و امروز مرا چوں فرزندانِ دیگر است ÷

فصل

مقصود از تحریر ایں رسالہ و تقریر ایں مقالہ اظہارِ فضل نیست و اذکار خدمت نے۔ بلکہ ارشادِ مبتدی است و احمادِ خداوند ملک معظم مؤید مظفر منصور حسام الدولۃ والدنیا والدین نصرۃ الاسلام والمسلمین عمدۃ الجیوش فی العالمین افتخار الملوک والسلاطین قاطع الکفرۃ والمشرکین قاہر المبتدعۃ والملحدین ظہیر الایام مجیر الانام عضد الخلافہ جمال الملۃ جلال الامۃ، نظام العرب والعجم اصیل العالم، شمس المعالی ملک الامراء ابو الحسن علی بن مسعود بن الحسین نصیر امیر المومنین ادام اللہ جلالہ و زادنی السعادۃ

اقبالہ کہ بادشاہی را بمکانِ اُو مفاخرت است و دولت را بخدمت اُو مباورت، ایزد تبارک و تعالےٰ دولت را بجمالِ اُو آراستہ دارا د و ملک را بکمالِ اُو پیراستہ و چشم خداوند زادہ ملک مؤید منصور شمس الدولۃ والدین تجسنِ سیرت عسر یاُو روشن باد و حفظِ الٰہی و عنایتِ پادشاہی بر قدِ حشمت و قامتِ عصمت ہر دو جوشن باد و دلِ خداوند ولی الانعام ملکِ معظم، عالم عادل مؤید، مظفر منصور فخر الدولۃ والدین بہاء الاسلام و المسلمین ملکِ ملوک الجبال ببقاءِ ہر دو شاد بادنہ مدتے بلکہ جاودانہ ؛

تمّ الکتاب

منشی فاضل ۱۹۳۵ء

۱- سمط الدرر حصہ نثر . . ۱۲؍ ۶
دبیر عجم . . . . . . ۳؍ ۱۲
میخانہ عید النبی . . . . ۵؍
۲- چہار مقالہ بہ تصحیح مولانا رشید احمد ۶؍
ابوالفضل دفتر اول و سوم ۹؍
حاجی بابا اصفہانی ۳؍
سیاحت نامہ ابراہیم بیگ حصہ دوم
مطبوعہ تاج بک ڈپو ۱۲؍
وکلاے مرافعہ . . . ۴؍
۳- انتخاب قصاید قاآنی (یونیورسٹی) ۱۲؍
رباعیات ابوسعید ابوالخیر ۷؍
رباعیات بابا طاہر معہ ترجمہ
و شرح . . . . . ۴؍
غزلیات نظیری . . . ۱۰؍
ساقی نامہ از میخانہ مرتبہ اول ۵؍
۴- تاریخ وصاف . . . . ۶؍

ہمایوں نامہ (سوالات ہر دو قسم
ادبی و تاریخی) . . . . ۶؍
۵- اخلاق جلالی بحث نعمہ خارج ۱۰؍
کشف المحجوب تا تذکرہ صوفیا ۴؍
گلشن راز . . . . . . ۴؍
منطق الطیر . . . . . ۸؍
۶- ترجمہ اردو سے فارسی اور جواب
مضمون بزبان فارسی

اختیاری مضمون

۱- روح الاجتماع ۶؍
افادات مہدی ۸؍
خیالستان ۸؍
رویاے صادقہ ۴؍
۲- دیوان حالی معہ مقدمہ ۱۴؍
دیوان غالب اردو ۵؍
بانگ درا (اقبال) ۸؍

کتب امدادی امتحان منشی فاضل

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسالہ نادر در علم بدیع از دبیر عجم	۲/	ترجمہ ابوالفضل دفتر سوم (شادان)	۸عہ/	ترجمہ ہمایوں نامہ	۶/
معیار البلاغت خلاصہ دبیر عجم	۸/	تکمل ترجمہ ابوالفضل ہر دو حصہ یکجا	۸عہ/	ہمایوں نامہ معہ ترجمہ	۱۰/
منشور حکم خلاصہ دبیر عجم	۱۲/	فرہنگ حاجی بابا اصفہانی	۸عہ/	فرہنگ تاریخ وصاف	۸عہ/
اردو ترجمہ بی اے کورس (۱) خزانہ تاریخ (۲) خزانہ جغرافیہ (۳) خزانہ ادب (۴) خزانہ ظرافت	۸عہ/	ترجمہ رباعیات ابوسعید ابوالخیرؒ	۶/	خلاصہ ہمایوں نامہ	۴/
خلاصہ شعر العجم حصہ چہارم	۳/	فرہنگ سیاحت نامہ ابراہیم بیگ جلد دوم	۸/	خلاصہ تاریخ وصاف	۸/
تاریخ نظم خلاصہ شعر العجم حصہ پنجم	۲/	رباعیات ابوسعید ابوالخیر معہ ترجمہ	۱۲/	ترجمہ تاریخ وصاف	۸عہ/
ترجمہ ابوالفضل دفتر اول (شادان)	عہ	ترجمہ قصائد قاآنی	۱۴/	ترجمہ اخلاق جلالی	عہ
		ترجمہ گلہائے صد رقعہ	۴/	خلاصہ اخلاق جلالی چارٹ پیپر	۴/
		پیمانہ خلاصہ پنجانہ	۱۰/	الاخلاق خلاصہ اخلاق جلالی	۱۲/
		ترجمہ چہار مقالہ	۸/	ترجمہ کشف المحجوب	۴عہ/
		چہار مقالہ معہ ترجمہ	۱۲/	خلاصہ کشف المحجوب	۸/
				معیار شرافت	۸عہ/
				بوستان اسرار، شرح گلشن اسرار	۲/۸
				درِّ مکنون (جواب مضمون کیلئے)	۶عہ
				پرشین کمپوزیشن	۶عہ

یونیورسٹی پرچہ جات منشی فاضل ۱۹۲۹ تا ۱۹۳۱ء عہ/ - حل پرچہ جات منشی فاضل ۱۹۳۲ء ۵/ - حل پرچہ جات منشی فاضل ۱۹۳۳ء ۵/

ترجمہ منطق الطیر عہ - مخزن فضیلت منشی فاضل کی تمام کتب کا عطر از آغا بیدار بخت خاں ایم-اے منشی فاضل ۱۰/